در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

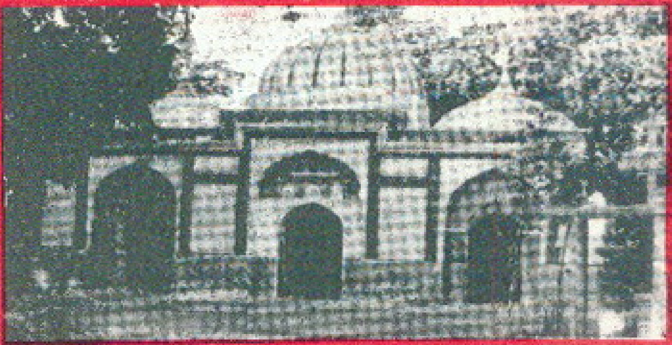

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری

رجسٹرڈ نمبر پی ۲۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۲۳۳-۲۳۴ | جلد نمبر ۲۰

یکم تا ۳۱ جولائی ۲۰۰۲ء | جمادی الاول ۱۴۲۳ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرکے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	شذرہ	اقبال ریاض	۲
۲	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	اصغر گونڈوی	۴
۳	خطبات الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۵
۴	حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ	طارق سلطانپوری	۱۲
۵	جواز شیئاً للہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی	سید یاسر بخاری	۱۳
۶	غزل	یوسف ظفر	۳۳
۷	اسماء الطریقت	ڈاکٹر سلطان الطاف علی	۳۴
۸	غزل	احمد ہمدانی	۵۴
۹	بیمار پری	صاحبزادہ محمد فاروق مرتضوی	۵۵
۱۰	من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ	ظفر حسین الحسینی	۶۱

شذرہ

کیا یہ دہشت گردی نہیں؟

اقبال ریاض

افغانستان کے صوبہ اورزگان میں شادی کی تقریب پر امریکی طیاروں کی اندھا دھند بمباری سے جہاں سینکڑوں افراد، جوان، بوڑھے، بچے اور خواتین ہلاک اور زخمی ہو گئے ہیں وہاں اس امر کا احتمال بھی ہے کہ موجودہ عبوری حکومت کے قیام کے بعد اس بدقسمت ملک میں امن و امان کی بحالی کے جو امکانات پیدا ہو گئے تھے وہ پورے ہوتے نظر نہیں آتے۔ اس طرح کے واقعات اس سے پہلے صوبہ پکتیا اور خوست وغیرہ میں بھی ہو چکے ہیں جن سے بہت سی قیمتی جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ افسوس تو اس امر کا ہے کہ امریکیوں کو ہر جگہ القاعدہ اور طالبان ہی نظر آرہے ہیں۔ انہیں یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ افغانستان جو گزشتہ ۲۲ برس سے غیروں کی سازشوں کا شکار رہنے کے بعد لہولہان ہو چکا ہے اب امن چاہتا ہے۔ اس ملک کے عوام نے اسی امید اور توقعات کے پیش نظر حامد کرزئی پر اعتماد کا اظہار کیا ہے۔

امریکی پائلٹ جنہیں اپنے آلات کی مدد سے آسمان سے زمین پر رینگنے والے کیڑوں اور فوجیوں کے کندھوں پر لگے رینک دیکھنے اور پڑھنے کا بھی دعویٰ ہے، کیا وہ یہ اندازہ نہیں کر سکتے تھے کہ اورزگان میں ہونے والی تقریب ایک شادی سے تعلق رکھتی ہے جہاں مردوں کے علاوہ عورتیں بھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ انہیں اس امر کا بھی اندازہ ہونا چاہئے تھا کہ وہاں شادی کی تقریبات میں ڈھول ڈھمکے کے ساتھ خوشی کے اظہار کے لئے ہوائی فائرنگ بھی ہوتی رہتی ہے لیکن اسے کیا کہئے کہ امریکہ طاقت کے بل بوتے پر اپنے پائلٹوں کی دانستہ غلطی کو تسلیم کرنے اور اظہار معذرت کی بجائے اسے محض غلط فہمی قرار دے کر بری الذمہ ہو جانا چاہتا ہے بلکہ یہ بہانہ بھی تراش لیا گیا ہے کہ امریکی

طیاروں پر نیچے سے فائرنگ کی گئی ہے---خوئے بدرا بہانہ بسیار---یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں کہ اس دنیا میں طاقت کا نام ہی استحقاق سمجھا جاتا ہے۔ کمزور سچ بھی کہیں تو کوئی اعتبار نہیں کرتا لیکن طاقتور چاہے جتنا جھوٹ بولے اسے سچ تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے۔

افغانوں پر امریکی مظالم انسانیت کی تذلیل کے مترادف ہیں۔ یہ صورتحال جہاں افغان رہنماؤں اور سرکردہ افراد سے اپنی غلطیوں کا جائزہ لینے کا تقاضا کرتی ہے وہاں اقوام متحدہ اور دنیا میں امن و امان کی خواہشمند عالمی برادری سے یہ پوچھنے کا حق بھی رکھتی ہے کہ کیا امریکی طیاروں کی طرف سے پرامن افغانوں پر اچانک اور اندھا دھند بمباری وہشت گردی کے زمرے میں نہیں آتی اور اگر یہ دہشت گردی ہے تو اس ظلم کا حساب کون لے گا؟

بقیہ : بیمار پرسی

اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے علم تھا کہ فلاں بندہ بیمار ہے مگر تو نے اس کی عیادت نہ کی۔ کاش! تجھے علم ہوتا کہ تو اس بندہ کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔

عائد المريض فی مخرفة الجنة فاذا جلس عنده غمرته الرحمة (بخاری شریف)

ترجمہ: مریض کی عیادت کرنے والا جنت کے باغ میں ہوتا ہے پس جو مریض کے پاس بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اسے اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔

عائد المريض فی خرفة الجنة حتی يرجع (مسلم)

ترجمہ: مریض کی بیمار پرسی کرنے والا بہشت کے باغ میں ہوتا ہے یہاں تک کہ واپس لوٹتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم پیارے محبوب ﷺ کی متابعت کرتے ہوئے اپنے مسلمان بہن بھائیوں کی بیمار پرسی کر کے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتوں، نعمتوں اور بخششوں سے بہرہ مند ہوں۔ اس سے دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ دوسروں کے دکھ درد میں شمولیت سے اخوت و محبت اور بھائی چارے کو فروغ حاصل ہوگا اور ایک مثالی معاشرہ وجود میں آئے گا۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اصغر گونڈوی

دل نثارِ مصطفیٰ، جاں پائمالِ مصطفیٰ
یہ اویسِ مصطفیٰ ہے وہ بلالِ مصطفیٰ

دونوں عالم تھے میرے حرفِ دعا میں غرق و محو
میں خدا سے کر رہا تھا جب سوالِ مصطفیٰ

سب سمجھتے ہیں اسے شمعِ شبستانِ حرا
نور ہے کونین کا لیکن جمالِ مصطفیٰ

عالمِ ناسوت میں اور عالمِ لاہوت میں
کوندتی ہے ہر طرف برقِ جمالِ مصطفیٰ

عظمتِ تنزیہہ دیکھی، شوکتِ تشبیہ بھی
ایک حالِ مصطفیٰ ہے ایک قالِ مصطفیٰ

دیکھئے کیا حال کر ڈالے شبِ یلدائے غم
ہاں نظر آئے ذرا صبحِ جمالِ مصطفیٰ

ذرہ ذرہ عالمِ ہستی کا روشن ہو گیا
اللہ اللہ! شوکت و شانِ جمالِ مصطفیٰ

خطبات الحسنیہ

(مومنین کی صفات---نماز قائم کرنا)

مدیر اعلیٰ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ --- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

الٓمٓ۔ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ۔ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(البقرہ ۲: ۱-۳)

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب ۵۶)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ -- اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

جَآءَتْ لِدَعْوَتِہِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَۃً تَمْشِیْ اِلَیْہِ عَلٰی سَاقٍ ۔ بِلَا قَدَمٖ

یَآ اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمِمٖ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ وعز اسمہ وجل مجدہ اپنے پیارے محبوب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل مجھے بھی اور آپ کو بھی اپنا پاک کلام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا و آخرت میں بھی آپ ﷺ کا دامن رحمت ہمارے ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے---آمین۔

پچھلے کئی جمعوں سے آپ کے سامنے ان آیات کریمہ کا ترجمہ کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ مجھے بھی

توفیق عطا فرمائے کہ میں آپ کے سامنے یہ احکامات بیان کروں اور مجھے بھی اور آپ کو بھی ان احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اس لئے کہ بغیر عمل کے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے احناف کا --- حنفیوں کا کہ ایمان اپنی جگہ پر ایک مستقل شے ہے اور عمل اپنی جگہ پر ایک مستقل شے ہے، ایمان اگر ہے تو عمل قابلِ قبول ہے اور ایمان اگر نہیں ہے تو عمل قابلِ قبول نہیں۔

اول ایمان اور اس کے بعد عمل صالح --- اللہ جل جلالہ ہمارے ایمان قائم اور مضبوط رکھے اور جیسے اس کا حق ہے اس طرح (ایمان) نصیب فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس ایمان کی روشنی میں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے پہلے ان آیات مبین کا ذکر فرمایا۔ ایمان کا اور متقین کی یہ علامت بیان فرمائی کہ وہ بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور پھر دوسری بات بیان فرمائی کہ نماز قائم کرنے والے وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ اور وہ نماز کو قائم کرنے والے ہیں، نماز پڑھنے والے ہیں۔ فرمایا یہ متقی ہیں اور قرآن حکیم انہی کو راہ راست دکھاتا ہے اور انہیں کو منزل مقصود تک پہنچانے والا ہے، اللہ جل جلالہ نے فرمایا الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۔ اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ --- نماز کو قائم کرنے والے ہیں۔

پچھلے مسلسل کئی جمعوں سے میں آپ کے سامنے نماز کے احکام بیان کر رہا ہوں، آج بھی کچھ نماز کے احکام آپ کے سامنے بیان کروں گا تا کہ اللہ جل جلالہ ہماری اس عبادت کو جیسے پیارے محبوب ﷺ کا حکم ہے اس کے مطابق ہمیں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازیں تو سب پڑھتے ہیں مگر نماز وہ ہے جو پیارے محبوب ﷺ کے ارشاد کے مطابق پڑھی جائے۔ ایک صاحب تشریف لائے، حضور ﷺ تشریف فرما ہیں، ان صاحب نے نماز پڑھی۔ ایسی نماز پڑھی جس میں رکوع بھی صحیح نہیں تھا، ایسی نماز پڑھی جس میں سجدہ بھی صحیح نہیں تھا، ایسی نماز پڑھی جس میں قیام بھی صحیح نہیں تھا۔ نماز پڑھنے کے بعد سلام پھیرا اور پیارے محبوب ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا، پیارے محبوب ﷺ نے جواب دیا وعلیکم السلام اور سلام کا جواب دینے کے بعد فرمایا ارجع فصلِّ فرمایا واپس جا اور پھر نماز پڑھ۔ اس نے پیارے محبوب ﷺ کے سامنے نماز پڑھی مگر

جیسا نماز پڑھنے کا حق تھا، ویسے نماز نہیں پڑھی۔ جیسے پیارے محبوب ﷺ نے سکھایا تھا ویسے نماز نہیں پڑھی پھر فرمایا واپس جا اور پھر نماز پڑھ۔ تیسری بار پھر پیارے محبوب ﷺ نے اسے فرمایا اطمینان کے ساتھ نماز پڑھ، سکون کے ساتھ نماز پڑھ، ہر ایک رکن کو اپنی اپنی جگہ پر ادا کر، قیام کو صحیح رکھ، رکوع کو صحیح رکھ، سجدے کو صحیح رکھ۔ پھر تیسری نماز صحیح ہوگی، کس کس طریقے سے فرمایا۔

جناب سیدنا امام ہمام حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف فرما تھے، ایک شخص آیا اس نے نماز پڑھی اس طرح جس میں رکوع صحیح نہیں تھا، جس میں سجدہ صحیح نہیں تھا مگر قربان جاؤں حضرت امام حسین علیہ السلام کی تربیت کے، ان کی تعلیم کے، ان کے سمجھانے کے۔ جب وہ نماز پڑھ چکا، سلام کیا فرمایا اے بھائی جان! بیٹھ جا، وہ بیٹھ گیا۔ فرمایا میں نماز پڑھتا ہوں، میری نماز میں جہاں غلطی ہو مجھے بتا دینا--- اللہ اکبر--- اللہ اکبر۔ پھر جناب حضرت امام ہمام علیہ السلام نے نہایت ہی اطمینان کے ساتھ نماز پڑھی، اطمینان کے ساتھ قیام کیا، رکوع کیا، سجدے کئے، قعدہ کیا، نہایت ہی سکون اور اطمینان کے ساتھ آپ نے نماز پڑھی اور پھر اس سے پوچھا میں نے کہاں غلطی کی ہے؟ وہ عرض کرتا ہے کہ اے امام آپ نے صحیح نماز ادا کی ہے میں غلط پڑھتا تھا--- اللہ اکبر اللہ اکبر۔ کس کس طریقوں سے اماموں نے نماز کو سمجھایا، نماز پڑھنے کے طریقے کو سمجھایا۔ آج ہم احتیاط نہیں کرتے، ہم فکر نہیں کرتے، ہمیں معلوم ہی نہیں ہے کہ نماز کے اندر کونسا عمل کرنے سے ہماری نماز ٹوٹ جاتی ہے، نماز فاسد ہو جاتی ہے، کونسا عمل کرنے سے ہم پر نماز کے اندر سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے، کونسی نماز پڑھنے سے نماز کے اندر ہم سے سنتیں ترک ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ اللہ جل جلالہ نے توحید کے بعد--- ذکر الٰہی کے بعد جو پہلا حکم دیا وہ نماز کا تھا، ہمیں اپنی نماز پر فکر کرنی چاہئے۔ یہ عبادت ہے، ایک ہی عبادت ہمارے پاس رہ گئی ہے۔ آج نہ حج کا مزہ ہے نہ زکوٰۃ کا مزہ ہے کیونکہ یہ احکام ہم دوسروں کی مرضی کے مطابق ادا کرنے کے پابند ہیں۔ کسی بات پر آج شرعی حکم کے بغیر کام نہیں ہو رہا مگر نماز کے اوپر تو ہمیں اپنا اختیار ہے اس کے اوپر تو دوسروں کا اختیار نہیں ہے۔ نماز کے اوپر تو ہمارا اپنا اختیار ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم پیارے محبوب ﷺ کے ارشادات کے مطابق اپنی نماز ادا کریں تاکہ نماز اللہ جل جلالہ کے ہاں مقبول

منظور ہو اور دیکھئے کیا رنگ لاتی ہے یہ نماز۔ قرآن کریم سے بڑھ کر سچی کتاب کوئی نہیں، اللہ جل جلالہ سے بڑھ کر سچی کتاب نازل کرنے والا کوئی نہیں اور پیارے حبیب ﷺ وہ جو قرآن کو سنانے والے ہیں ان سے بڑھ کر کوئی سچا نہیں --- کوئی نہیں، قرآن مجید نے فرمایا

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ (العنکبوت ۲۹:۴۵)

بے شک اِنَّ تحقیق کے لئے آیا ہے کسی بات پر زور دینا ہو اور بیان کرنا ہو اس کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اِنَّ مراد بے شک یقیناً اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ یہ جو نماز ہم پڑھتے ہیں تَنْھٰی یہ ہمیں روکتی ہے عَنِ الْفَحْشَاءِ بے حیائی سے۔ نماز ہمیں بے حیائی سے روکتی ہے وَالْمُنْکَرِ اور جن چیزوں کا اللہ جل جلالہ نے، پیارے محبوب ﷺ نے حکم نہیں دیا ہے اس سے منع کرتی ہے باز رکھتی ہے وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ اور فرمایا اللہ جل جلالہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے --- سب سے بڑی چیز ہے۔

اب ہم دیکھیں کہ کیا یہ نماز جس کے قیام کا حکم دیا گیا ہے یہ ہمیں بے حیائی سے روک رہی ہے۔ کیا ہمارے گھروں میں بے حیائی کے اڈے اس ٹی وی کے ذریعے نہیں بنے ہوئے ہیں اور پہلے تو یہ بے حیائی کا اڈہ تھا اب تو یہ ٹی وی دین کو برباد کرنے کا اڈہ ہے۔ اب ٹی وی کے اندر ایسی ایسی باتیں کی جاتی ہیں جو دینِ اسلام کے صریحاً خلاف ہیں، جو کہ عقیدے کے صریحاً خلاف ہیں، جو مذہب کے صریحاً خلاف ہیں۔ وہ لوگ جو آتے ہیں ان کو پیسے دیئے جاتے ہیں اور وہ دین کی مخالفت کرتے ہیں بلکہ عقیدوں کو برباد کرتے ہیں۔ یہ بڑے دکھ کی بات ہے، میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں شائد آپ نے سنا ہو --- ''تفہیم دین'' کا کوئی پروگرام تھا، میں نے تو نہیں سنا، بہت سے لوگوں نے مجھے بتایا۔ تین آدمی آئے اور پیارے محبوب ﷺ کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ سے غلطی ہوتی ہے، گناہ ہوتا ہے، لغزش ہوتی ہے اور پھر خدا ان کو ٹوکتا ہے، تنبیہ کرتا ہے، وہ توبہ کرتے ہیں --- صریحاً جھوٹ ---- استغفر اللہ استغفر اللہ۔

پہلے تو یہ ٹی وی بے حیائی کے اڈے تھے اب تو دین کو برباد کرنے کے اڈے بن گئے ہیں۔ پیارے محبوب ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں، ہم ان پر ایمان لاتے ہیں۔ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی

ہیں، آخری نبی، ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو تبوک کی لڑائی کے موقع پر مدینہ مبارک کی حفاظت کے لئے چھوڑا گیا، جنگ پر نہیں لے گئے۔ بہادر اور شجاع تھے، اللہ تعالیٰ کے سپاہی تھے جو ہر جنگ میں حضور ﷺ کے شانہ بشانہ جہاد کیا کرتے تھے، دوڑتے ہوئے پیچھے تشریف لائے اور حضور پاک ﷺ کی خدمت میں عرض کیا آپ مجھے جہاد سے روک رہے ہیں اور یہ منافق مجھے طعنے دیتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے بچوں اور عورتوں کے رکھوالی کے لئے چھوڑا ہے، میں جہاد کے لئے جاؤں گا۔

یہاں پر حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا اے علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی تو میرے نزدیک ایسا ہے جیسا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک ہارون علیہ السلام۔ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے بھائی بھی تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام نبی بھی تھے۔ اگر یہ بات کہی جا سکتی کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نبی بھی ہیں مگر پیارے محبوب ﷺ نے فرمایا تو میرے نزدیک ایسا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک ہارون علیہ السلام تھا مگر یاد رکھ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں تو میرا دوست ہے، میرا بھائی ہے میرا جان وجگر ہے، تو میرا سب کچھ بن سکتا ہے مگر اے علی المرتضیٰ (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) تو نبی نہیں بن سکتا۔ سوچنے اور غور وفکر کا مقام ہے کہ جب سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم جیسے عظیم المرتبت ہستی نبی نہیں تو پٹواری کہاں سے نبی بن گیا، سوچنے کی بات ہے فکر کرنے کی بات ہے۔ مگر وہ پیارے نبی ﷺ جن کے بعد کوئی نبی نہیں، جن کی وحی الٰہی کے بعد کوئی وحی نہیں، جن کی امت کے بعد کوئی امت نہیں۔۔ حضور ﷺ کی امت کے بعد کوئی امت نہیں ہے، حضور ﷺ کی نبوت کے بعد کوئی نبوت نہیں ہے، ان کی وحی کے بعد کوئی وحی نہیں۔ قدم قدم پر حضور ﷺ پر وحی اترتی ہے۔ جب دو آدمی جھگڑے ہیں وحی اترتی ہے۔۔۔ وحی الٰہی اترتی ہے، حضور ﷺ فیصلہ فرماتے ہیں۔ نماز کا وقت آتا ہے، وحی الٰہی اترتی ہے، حضور ﷺ نماز ادا فرماتے ہیں۔ جہاد کا وقت آتا ہے، وحی الٰہی اترتی ہے، حضور ﷺ جہاد فرماتے ہیں۔ حج کا موقع آتا ہے، وحی الٰہی اترتی ہے، حضور ﷺ حج ادا فرماتے ہیں۔ صلح کرنے کا وقت آتا ہے وحی الٰہی

اترتی ہے، حضور ﷺ صلح فرماتے ہیں۔ وفود بھیجنے کا وقت آتا ہے، وحی الٰہی اترتی ہے حضور ﷺ وفود بھیجتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنی صاحبزادی سیدنا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کا وقت آتا ہے--- نکاح کا وقت آتا ہے تو وحی الٰہی اترتی ہے، حضور ﷺ نکاح فرماتے ہیں۔ ایسے نبی کریم ﷺ جن کے قدم قدم پر وحی رہنمائی فرماتی ہے ان سے کیا گناہ ہوتا ہے، یہ کیا بدبختی ہے؟ جو آج ہم دیکھ رہے ہیں، علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے

بسے نادیدنی را دیدہ ام من　　مرا اے کاش کہ مادر نہ زادے

بڑی اسی چیزیں جو دیکھنے کے قابل نہیں اور میں دیکھ رہا ہوں، برداشت کرنے کے قابل نہیں اور میں برداشت کر رہا ہوں سننے کے قابل نہیں اور میں سن رہا ہوں کاش کہ ماں نے مجھے آج نہ پیدا کیا ہوتا۔ یہ کیا مصیبتیں ہیں، کیا باتیں ہیں کہ آج ہم نبی پاک ﷺ کے بارے میں سن رہے ہیں۔ کیا ہماری نماز ہمیں ان بے حیائیوں سے اور بدعقیدگیوں سے روکتی ہے، جب نہیں روکتی ہے تو یہ نماز ہماری، نماز نہیں ہے، سوچنے کی بات ہے قرآن حکیم نے فرمایا ہے

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ (العنکبوت ۲۹: ۴۵)

آپ نماز میں کھڑے ہو جاتے ہیں، سب کچھ چھوڑ دیتے ہیں کس کے سپاہی ہیں، اللہ تعالیٰ کے سپاہی، کس کا حکم مانتے ہیں--- اللہ تعالیٰ کا، کس کے حکم سے تکبیر تحریمہ کہہ رہے ہیں--- اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ کس کے حکم سے سجدہ کر رہے ہیں--- اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ کس کے حکم سے قیام کر رہے ہیں--- اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔

پیارے محبوب ﷺ نے فرمایا ہماری ساری زندگی اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے۔ تمام زندگی تمہاری خداوند بزرگ و برتر کے تابع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنا ہے تمہارا اپنا کوئی خیال نہیں، تیری اپنی کوئی فکر نہیں، ہزار تو چاہے کہ نماز کے اندر کسی بزرگ سے بات کرلوں، بزرگ کسی کا آ گیا، کسی کا پیر آ گیا، عالم آ گیا، کسی کا ماں باپ آ گیا، خبر آ گئی کہ فلاں مر گیا، نماز کے اندر ہے، خدا کے حکم کے آگے کھڑا ہے نماز کو توڑ نہیں سکتا۔ یہ ہے مومن کی شان، مومن نے ہر وقت اللہ تعالیٰ کے حکم کے

آگے کھڑا ہونا ہے۔ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ نماز کو قائم کرو، ہر نماز کو پڑھنا اور نماز کو کیسے قائم کرنا ہے، ایسے قائم کرنا ہے کہ جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کا حکم مانتے ہیں جس طرح ہم نے نماز میں اللہ تعالیٰ کا حکم مانا ہے۔

ہم نے بے حیائی سے رکنا ہے جب اللہ تعالیٰ منکر سے روکتا ہے تو ہم نے منکر سے رکنا ہے۔ اگر ہم رکے نہیں تو اس کا یہ مطلب نکلتا ہے کہ نماز ہمیں کوئی سبق نہیں دے رہی۔ ہمارے استاد محترم شیخ القرآن والحدیث استاذ الاساتذہ صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھر دے فرماتے تھے تو پھر تیری یہ نماز عادت ہے، عبادت نہیں تو پھر یہ عادت ہے آئے کھڑے ہوئے اور پھر چلے گئے، کچھ سیکھا ہی نہیں۔

کتنا اتفاق کتنا اتحاد یہ نماز پانچ وقت میں بتاتی ہے۔ ایک مزدور ہے ایک بڑا تاجر ہے ایک ہی صف میں ایک جگہ کھڑے ہیں۔ کتنا اتفاق بتایا، ایک بہت بڑا حاکم ہے مگر وہ ایک غریب آدمی کے ساتھ ایک چپڑاسی کے ساتھ ایک صف میں ایک جگہ کھڑا ہے۔ دن میں پانچ وقت جو یہ اتحاد ہے جو نماز کے اندر بتایا جا رہا ہے، تم نے زندگی میں اسی اتحاد کو اپنانا ہے کوئی تفریق نہیں۔ صف اول میں کون ہے، صف ثانی میں کون ہے اور صف ثالث میں کون کھڑا ہے، جب مسلمان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے ہیں، مسلمان میں ایک وجود ہے، کوئی ان میں فرق نہیں۔ کیا زندگی دی عبادت کے اندر اور کیسے بتایا کہ اس عبادت کو قائم کرنا ہے۔ تم اس طرح سے نماز قائم کرو، تم نے اس طریقے سے نماز کو قائم کیا تو تمہاری نماز نماز ہو گی اور تمہاری ساری زندگی سنور جائے گی۔ تمہاری ساری زندگی ستھری ہو جائے گی، تمہاری ساری زندگی صالح ہو جائے گی اور تمہاری قبر بھی اس سے آباد ہو جائے گی اور منور ہو جائے گی

آپ توجہ فرمائیں یہ بہت تھوڑی زندگی ہے، موت کی تلوار سر پر لٹک رہی ہے۔ معلوم نہیں یہ ایک سانس لے کر مصلے پر کھڑا ہو سکتا ہوں یا نہیں، یہ وقت غفلت میں گزر جائے، یہ وقت بھی نافرمانی میں گزر جائے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑے ہونے کیلئے کون سی سبیل ہمارے سامنے ہو گی۔ نماز نے ہمیں یہی سبق دیا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں نماز پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے -- آمین۔ (جاری ہے)

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

شاعرِ بے نظیر محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

سالِ وصال ۵۶۱ ھ	سالِ ولادت ۴۷۰ ھ
بہ الفاظ بحسابِ ابجد	بہ الفاظ بحسابِ ابجد
''شانِ حسنِ محمد''	''یمنِ بزمِ محمد مصطفیٰ''
''جوہرِ حسنِ مصطفیٰ''	''انوار آسمانِ نبی''
''ماہِ یمنِ شاہِ مدینہ''	''نبراسِ بزمِ حق''
''نمودِ شانِ علی''	''اوج و جمالِ فقر''
''ماہِ اوجِ پنجتن''	''مجدِ بامِ فقر''
''شانِ گلبنِ حق''	''مجدِ بابِ وحدت''
''شمسِ جہانِ ایمان''	''صراطِ یقیں''
''کمالِ ملکِ فقر''	''شہبازِ افلاکِ ادب و ہدا''
''مہتابِ عجم''	''اوجِ جہانِ عرفان''
''منزلِ قربِ اسلام''	''ہمہ ہدایت''
''زیب و زینِ بزمِ ہدا''	''زیبائی بزمِ معارف''

عمر شریف: ۹۱ سال

بہ الفاظ بحسابِ ابجد

''زہد و جہدِ پیہم''

''زیبِ ماہِ طیبہ''

جوازِ ''شیئاً للہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی'' رضی اللہ عنہ

سید یاسر بخاری

''دین اسلام کو اس دنیا میں تشریف لائے ہوئے آج تقریباً چودہ سو برس گزرے۔ اس عرصہ میں اس پاک دین نے ہزار ہا بلاؤں سے مقابلہ کیا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اس لہلہاتے ہوئے چمن پر بہت ہی تیز آندھیاں آئیں اور اپنا زور دکھا کر چلی گئیں مگر الحمدللہ کہ یہ چمن اسی طرح سرسبز و شاداب رہا، اس آفتاب پر بارہا تاریک بادل اور غبار آئے مگر یہ آفتاب اسی طرح چمکتا دمکتا رہا۔ کیوں نہ ہوتا کہ رب تعالیٰ خود اس دین کا حافظ و ناصر ہے، خود فرماتا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ
ہم نے ہی قرآن اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

کبھی اس پر یزیدی بادل آئے اور کبھی حجاجی غبار۔ کبھی ماموئی طاقت نے اس کے سامنے آنے کی جرأت کی اور کبھی تاتاری نفرتیں اس سے ٹکرائیں۔ کبھی خارجی شورش نے اس سے مقابلہ کیا اور کبھی رفض کی طاقت نے اس کو زیر کرنے کی کوشش کی مگر وہ سب کی سب اس پہاڑ سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئیں اور یہ پہاڑ اسی طرح اپنی جگہ مضبوطی سے قائم و دائم رہا۔ اقامھا اللہ وَ اَدَامھا ، اللہ تعالیٰ اس کو قائم و دائم رکھے''

(جاء الحق، مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ جلد ۱، صفحہ ۲ مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات)

لیکن مذکورہ بالا تمام فتنوں اور فسادات میں سب سے عظیم اور مہلک و خطرناک فتنہ وہابیوں اور نجدیوں کا فرقہ پیدا ہونا ہے جس کی خبر نبی صادق والمصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پیشتر دے دی تھی چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

وعن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شامنا، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللہِ وَ فِیْ نَجْدِنَا فَاظُنُّهٗ قَالَ فِی الثَّالِثَةِ

هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَ بِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطٰنِ (رواه البخاری)

(مشکوۃ المصابیح، باب ذکر الیمن والشام، صفحہ ۵۸۲، مطبوعہ اصح المطابع دہلی)

ترجمہ: ۔ حضور نبی کریم ﷺ نے از روئے دعا کے ارشاد فرمایا اے اللہ! ہمارے شام میں برکت ڈال دے، اے اللہ! ہمارے یمن میں برکت ڈال دے۔ صحابہ کرام کے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ فرمایئے اور ہمارے نجد میں بھی۔ (لیکن) آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! ہمارے شام اور یمن میں برکت ڈال دے۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کی اور نجد کے لئے بھی دعا فرمایئے۔ (راوی کہتا ہے) میرا خیال ہے کہ آپ نے تیسری مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اس جگہ زلزلے اور فتنے ہوں گے اور یہاں سے شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا۔

اس فرمان مصطفوی ﷺ کے عین مطابق ۱۱۱۵ ہجری میں وادی نجد سے محمد بن عبدالوہاب نکلا اور جبر و استبداد سے مدینہ شریف پر قابض ہوا۔ اہل سنت والجماعت کا قتل جائز سمجھا اور ان کے علماء کو قتل کیا، اپنے فاسد عقائد کو ترویج دیتا رہا اور جو کوئی اس کے خود ساختہ عقائد کے خلاف ہوتا اسے مشرک گردانتا۔

دوسری طرف ہندوستان کے شہر دہلی میں ایک شخص پیدا ہوا، جس کا نام مولوی اسماعیل تھا۔ اس نے ایک کتاب تحریر کی جس کا نام "تقویۃ الایمان" رکھا۔ محمد بن عبدالوہاب کے پیروکار "وھابی" اسے شہید کہتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ مولوی اسماعیل اپنی اسی شر انگیز اور فاسد تحریر "تقویۃ الایمان" کی بناء پر صوبہ سرحد کے غیور اور صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچا لیکن مشہور یہ کیا گیا کہ سکھوں کے ہاتھوں قتل ہوئے۔

اعلیٰحضرت مجدد مائۃ حاضرہ الشاہ احمد رضا خان صاحب محدث بریلوی ؒ نے کیا خوب فرمایا۔

وہ جسے وہابیہ نے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا
وہ شہید لیلیٰ نجد تھا وہ ذبیح تیغ خیار ہے

انہی ہر دو شخصیتوں نے مسلک حقہ اہل سنت کو نہایت نقصان پہنچایا ہے اور ان کے پیروکار آج جب بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے طرح طرح کے اعتراضات صادر کر کے مسلمانوں میں تشتت

وافتراق کا باعث بنتے ہیں۔

اس طبقے کی طرف سے وقتاً فوقتاً یہ اعتراض اٹھایا جاتا ہے کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے اور خصوصی طور پر "یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ" کو اعتراض کا نشانہ بناتے ہوئے اس کے قائلین کو مشرک قرار دیا گیا اور وسیلہ پکڑنے کا بھی انکار کیا گیا۔ علمائے اہل سنت والجماعت کثرھم اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں اور ہر طریق پر ان اعتراضات کے مسکت اور مدلل جوابات دیتے آئے ہیں۔ راقم نے اپنی بے بضاعتی اور کم مائیگی کے باوجود یہ الفاظ تحریر کیے ہیں جو کہ ان شاء اللہ تعالیٰ عامۃ المسلمین کی تسلی وتشفی کے لئے کافی ہوں گے۔ سب سے پہلے قرآن مجید فرقان حمید کی رو سے وسیلہ پکڑنے کا جواز پیش خدمت ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یَا َیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ

(المائدہ۵: ۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں مفسر قرآن حضرت علامہ پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"جس چیز کے ذریعے کسی تک پہنچا جائے اور اس کا قرب حاصل ہو اسے وسیلہ کہتے ہیں۔ ایمان، نیک اعمال، عبادات، پیروئ سنت اور گناہوں سے بچنا یہ سب اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں اور مرشد کامل جو اپنی روحانی توجہ سے اپنے مرید کی آنکھوں سے غفلت کی پٹی اتار دے، دل میں یاد الٰہی کی تڑپ پیدا کر دے، اس کے وسیلہ ہونے میں کون شبہ کر سکتا ہے۔ کاملین امت نے ایسے مرشد کی تلاش میں سینکڑوں ہزاروں کوس کی مسافت کو پاپیادہ طے کیا ہے اور ان کی راہنمائی اور دستگیری سے آسمان معرفت وحکمت پر مہر وماہ بن کر چمکے ہیں"

(ضیاء القرآن جلد ۱، صفحہ ۴۶۶ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

امام شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''القول الجمیل'' کے نام سے عربی میں ایک کتاب لکھی جس کا اردو ترجمہ و شرح مولانا خرم علی صاحب بلہوری رحمۃ اللہ علیہ شاگرد شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بن شاہ ولی اللہ نے ''شفآء العلیل'' کے نام سے کیا۔ اس کتاب میں وَابۡتَغُوۡۤا اِلَیۡہِ الۡوَسِیۡلَۃَ کے معنی بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

''(اس) آیت میں وسیلہ سے مراد بیعت مرشد ہے۔ مولینا نے حاشیے میں فرمایا کہ ہم نے اپنے جدامجد حضرت شاہ عبدالرحیم قدس سرہٗ کے ایک مرید سے سنا کہ ان کے ہمعصر ایک عالم نے ان سے بیعت کے سنت یا بدعت ہونے میں گفتگو کی۔ جدامجد نے واسطے مشروعیت بیعت کے اس آیت سے استدلال کیا اور فرمایا کہ یہ ممکن نہیں کہ وسیلے سے ایمان مراد لیجئے۔ اس واسطے کے خطاب اہل ایمان سے ہے۔ چنانچہ یَاۤ اَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اس پر دلالت کرتا ہے اور عمل صالح بھی مراد نہیں ہوسکتا کہ وہ تقویٰ میں داخل ہے اس واسطے کہ تقویٰ عبادت ہے امتثال اوامر اور اجتناب نواہی سے اس واسطے کہ قاعدہ عطف کا مغائرت بین المعطوف والمعطوف کا مقتضی ہے اور اسی طرح جہاد بھی مراد نہیں ہوسکتا، بدلیل مذکور یعنی تقویٰ میں داخل ہے۔ پس متعین ہوگیا کہ وسیلے سے مراد ارادت اور بیعت مرشد کی ہے پھر اس کے بعد مجاہدہ اور ریاضت ہے ذکر اور فکر میں یہ فلاح حاصل ہو کہ عبادت ہے وصول ذات پاک سے''

(القول الجمیل، امام شاہ ولی اللہ، اردو ترجمہ شفاء العلیل از مولینا خرم علی، صفحہ ۲۳،۲۴ مطبوعہ گلزار ہند پریس لاہور)

امام الوہابیہ شاہ اسماعیل دہلوی کو بھی ''وسیلہ'' کے متعلق تحریر کرنا پڑا۔

''اہل سلوک ایں آیت را اشارت بسلوک مے فہمند و وسیلہ مرشد را مے دانند پس تلاش مرشد بناء فلاح حقیقی و فوز تحقیقی پیش از مجاہدہ ضروری است و سنت اللہ بر ہمیں منوال جاری است لہٰذا بدون مرشد راہ یابی نادر است''

(صراط مستقیم بحوالہ تفسیر ضیاء القرآن جلد ۵، صفحہ ۴۶۶)

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ وسیلہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

''جاننا چاہیے کہ علم وسیلہ نہیں بلکہ علم راستے کی روشنی کا دروازہ ہے۔ حقیقت میں وسیلہ مرشد ہوتا ہے جو راستے کی حفاظت کرنے والا، نگرانی کرنے والا اور اللہ تعالیٰ عزوجل تک پہنچانے والا ہوتا ہے اور کشف کا عالم ہوتا ہے''

(اسرار قادری، سلطان باہو، اردو ترجمہ محمد شریف عارف نوری مطبوعہ پروگریسو بکس لاہور)

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

مولوی ہر گز نہ شد مولائے روم تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

حضرت لقمان کے فہم و دانش کی مثالیں دی جاتی ہیں۔ آپ نے اپنے فرزند کو جو نصیحت کی اس میں اللہ والوں کی اتباع کرنے کی بھی تاکید کی جس کا تذکرہ قرآن مجید فرقان حمید نے یوں کیا۔

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ (لقمان ۳۱:۱۵)

ترجمہ:۔ اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔

اس آیہ مبارکہ میں بھی راہ طریقت اور وسیلہ کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے کیونکہ ایک مرشد کامل اپنے مریدین اور متبعین کی رشد وہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ انہی لوگوں کے متعلق نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کو وہی افراد محبوب ہیں جو اس کے بندوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے جذبے کو بیدار کرتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ اس کے لئے سرگرم عمل ہوتے ہیں''

(عوارف المعارف، شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، اردو ترجمہ شمس بریلوی، صفحہ ۲۲۲، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

مذکورہ بالا جواز قرآن مجید سے پیش کیا گیا آیئے اب حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے قلوب کو منور کریں، ربیعہ ابن کعب اسلمی سے روایت ہے۔

وَعَنْ رَبِيعَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَتَيْتُه' بِوَضُوْءِهٖ وَ حَاجَتِهٖ فَقَالَ لِیْ سَلْ فَقُلْتُ اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ قَالَ اَوَغَيْرَ ذٰلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ

فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَةِ السُّجُوْدِ (مشکوۃ المصابیح، باب السجود و فضلہ، صفحہ ۸۴)

ترجمہ: ربیعہ بن کعب کہتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ رات گذارتا تھا۔ پس میں آنحضرت ﷺ کو وضو کرانے کے لئے پانی لاتا اور دیگر ضرورت کی چیزیں (یعنی مسواک اور مصلی وغیرہ) پس (ایک رات) مجھے فرمایا، مانگ کیا مانگتا ہے۔ میں نے عرض کی کہ میں جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں، فرمایا کچھ اور بھی مانگتا ہے، میں نے عرض کی کہ صرف یہی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے نفس پر کثرت سجود سے میری مدد کرو یعنی نوافل کثرت سے پڑھا کرو۔

''اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ربیعہ نے حضور ﷺ سے جنت مانگی تو یہ نہ فرمایا کہ تم نے خدا کے سوا مجھ سے جنت مانگی تم مشرک ہو گئے بلکہ فرمایا وہ تو منظور ہے کچھ اور بھی مانگو۔ یہ غیر خدا سے مانگنا ہے پھر لطف یہ ہے کہ حضور (نبی کریم رؤف و رحیم) علیہ الصلوۃ والسلام بھی فرماتے ہیں اعنی اے ربیعہ تم بھی اس کام میں میری اتنی مدد کرو کہ زیادہ نوافل پڑھا کرو یہ بھی غیر اللہ سے طلب مدد ہے'' (جاء الحق، بحوالہ بالا، صفحہ ۱۹۵)

اس حدیث مبارکہ کی شرح میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

''واز اطلاق سوال کہ فرمود سل و تخصیص نہ کرد بمطلوب خاص معلوم میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست ﷺ ہر چہ خواہد ہر کہ خواہد باذن پروردگار خود بدہد''

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا — وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَ الْقَلَمِ

اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری — بدرگاہش بیا و ہر چہ میخواہی تمنا کن''

(اشعۃ اللمعات، عبدالحق محدث دہلوی جلد ۱، صفحہ ۴۲۵۔ مطبوعہ مطبع نامی پریس منشی نول کشور)

''سوال کو مطلق فرمانے سے کہ فرمایا کچھ مانگ لو کسی خاص چیز سے مقید نہ فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سارا معاملہ حضور ہی کے ہاتھ کریمانہ میں ہے۔ جو چاہیں جس کو چاہیں اپنے رب کے حکم سے دیدیں۔ کیونکہ دنیا و آخرت آپ کے سخاوت سے ہے اور لوح و قلم کا علم

آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے۔ اگر دنیا و آخرت کی خیر چاہتے ہو تو ان کے آستانے پر آجاؤ اور جو چاہو مانگ لو' (جاء الحق بحوالہ بالا، صفحہ ۱۹۵)

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذی شان گیا ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا
(حدائق بخشش)

اس حدیث مبارک میں تو وسیلہ بھی حائل نہ ہوا بلکہ براہ راست نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ مجھے جنت دے دیجئے، تو کیا اب وہ صحابی مشرک ہو گئے؟ (نعوذ باللہ من ذلک). حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک نابینا کو اپنے وسیلہ سے دعا کرنے کے لئے فرمایا کہ

''اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس طرح دعا کر، خداوندا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے حبیب کے ساتھ وسیلہ کرتا ہوں یا محمد (ﷺ) میں آپ کے ساتھ وسیلہ پکڑتا ہوں جناب باری کی طرف کہ میری حاجت پوری کریں۔ اس نابینا نے حسب الحکم حضرت کے ویسا ہی کیا تو حاجت اس کی پوری ہوئی۔ مراد اس کی بینائی تھی، بینا ہو گیا''

یہ بات حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو معلوم تھی۔ ان کے سامنے ایک شخص نے شکایت کی کہ چند روز ہوئے میں امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حضور میں کسی حاجت کے واسطے جانا چاہتا ہوں چند بار گیا اجازت اندر آنے کی نہ ملی، اب حیران ہوں، انہوں نے فرمایا دو رکعت نماز پڑھ کر یہ وظیفہ پڑھ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِحَبِیْبِکَ الْمُصْطَفٰی یَا حَبِیْبَنَا یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَسَّلُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ لِیَقْضِیَ حَاجَتِیْ

جب اس نے یہ وظیفہ پڑھا حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر گیا اور اذن چاہا تو حضرت امیر المومنین نے بڑی خوشی سے فوراً بلا لیا اور حاجت اس کی پوری کر دی''

(مجموعہ ختمات، فقیر عبد القادر قریشی، صفحہ ۱۶، مطبوعہ ایلیین پریس لاہور ۱۹۱۸ء)

حضرت امام الاولیاء سند الاتقیاء اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے آپ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:۔

اَلْاَبْدَالُ یَکُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَ ھُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ یُسْقٰی بِھِمُ الْغَیْثُ وَ یُنْتَصَرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَآءِ وَ یُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الشَّامِ بِھِمُ الْعَذَابُ (مشکوۃ المصابیح، باب ذکر الیمن والشام، صفحہ ۸۳--۵۸۲)

ترجمہ: ابدال ملک شام میں ہوں گے، وہ حضرات چالیس مرد ہیں جب ان میں ایک وفات پاتا ہے تو اللہ اس کی جگہ دوسرے شخص کو بدل دیتا ہے۔ ان کی برکت سے بارشیں برستی ہیں، ان کے ذریعے اور وسیلہ سے دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے اور ان کی برکت سے شام والوں سے عذاب اٹھایا جاتا ہے۔

اس حدیث کی شرح میں احناف کے معتبر ترین اور ثقہ عالم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں۔

"اَیْ بِبَرَکَتِھِمْ اَوْ بِسَبَبِ وُجُوْدِھِمْ فِیْھِمْ یُدْفَعُ الْبَلَاءُ عَنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ"

(مرقاۃ شرح مشکوۃ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ جلد ۱۱، صفحہ ۴۶۰ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

ترجمہ: ابدالوں کی برکت سے اور ان کو گوں میں ان کے وجود مبارک کے بسبب اور برکت سے بارشیں ہوتی ہیں۔ دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے اور ان کی برکت سے امت محمد ﷺ سے بلائیں دور ہو جاتی ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کو تو زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں اور آپ اپنے دست کرم اور خصوصی فضل وعنایت سے جس کو چاہیں ان خزانوں میں سے عطا کرتے ہیں کیونکہ حدیث اس پر شاہد ہے ----- اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَ اللّٰہُ یُعْطِیْ"

علامہ عصر، محدث اکبر حضرت علامہ احمد بن زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ، انبیائے کرام و اولیاء و صالحین سے توسل کرنے کے متعلق اپنی تصنیف "الدرر السنیہ" میں رقمطراز ہیں

"اَلتَّوَسُّلُ مُجْمَعٌ عَلَیْہِ عِنْدَ اَھْلِ السُّنَّۃِ یعنی اہل سنت کا توسل پر اجماع ہے"

(اہلسنت وجماعت کون ہیں؟ مولانا محمد ضیاء اللہ قادری، صفحہ ۷۹ مطبوعہ قادری کتبخانہ تحصیل بازار سیالکوٹ)

یہ تو تھا وسیلہ پکڑنے کا جواز، اس کے بعد ندائے یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے جواز میں دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔

''یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ'' کا وظیفہ پڑھنا جو اکثر مشائخ قادریہ اپنے اپنے معمولات اور ارشادات میں تحریر فرماتے ہیں۔ یہ متضمن دو امر کے ہے ایک پکارنا حضرت شیخ غوث الاعظم قدس سرہٗ کا۔ دوم طلب کرنی کسی شئے کی برائے خدا۔ اور اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ پکارنا غائب اور میت کا شرعاً کس دلیل اور سند سے جائز ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ امر اول حدیث قدسی سے ثابت ہے کہ بندۂ خاص جب فرائض سے فارغ ہو کر نوافل میں سلوک کرتا ہے تو جس قدر ترقی عبادت میں ہوتی ہے اسی قدر قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے، شدہ شدہ سلوک کے انتہا کو پہنچتا ہے۔ یعنی قرب الٰہی اس طریق پر حاصل ہوتا ہے کہ نور الٰہی اس کے حواس کے ساتھ اس قدر ہو جاتا ہے کہ حس مغلوب ہو کر حکم نابود کا درجہ رکھتی ہے یعنی بے اثر ہو جاتی ہے اور نور الٰہی کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ ظاہر میں حواس بشر کے محسوس ہوتے ہیں لیکن فعل الٰہی اس سے صادر ہوتا ہے دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ فعل بندہ سے صادر ہوتا ہے لیکن در حقیقت فعل الٰہی ہوتا ہے جس طرح نور الٰہی کے سامنے کوئی حد قرب اور بعد کی نہیں اور نہ کوئی حجاب مانع اثر اور فعل کا ہو سکتا ہے ویسا ہی اس بندہ کے حواس بے انتہا ہو جاتے ہیں۔ بعد اور حجاب مانع اس کے فعل اور اثر کو نہیں روک سکتا۔ اس کا نام اصطلاح صوفیہ میں قرب نوافل ہے۔ اس درجہ میں نام اس بندہ کا برائے نام ہی ہے اور اس بندہ کو لقب محبوبیت کا عطاء ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہے۔ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ یعنی اے اصحاب حضرت کے تم نے ان کو نہیں قتل کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا۔ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال ۸:۱۷) اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! وہ خاک جو تم نے پھینکی تھی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ ان آیات سے ظاہر یقین ہوتا ہے کہ فعل بندہ کا نہیں بلکہ فعل خدا تعالیٰ کا ہے اسی طرح تمام حواس ظاہرہ سے جو کام صادر ہوتا ہے وہ در حقیقت اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ پس دیکھنا اور سننا اس بندہ کا مثل دید اور شنید دوسرے بندوں کے نہیں کہ دوسرے بندے محبوس طاقت بشری ہیں اور یہ ولی اللہ آزاد اس قید سے ہے۔ (مجموعہ ختمات، بحوالہ بالا، صفحہ ۱۳، ۱۴)

شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس تشریح کو دو مصرعوں میں سمیٹ دیا، فرمایا:

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مؤمن کا ہاتھ غالب و کار آفریں کار کشا کار ساز

حدیث مبارکہ ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اِنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَیْشًا وَ اَمَّرَ عَلَیْھِمْ رَجُلاً یُدْعٰی سَارِیَۃُ فَبَیْنَمَا عُمَرُ یَخْطُبُ فَجَعَلَ یَصِیْحُ یَا سَارِیَ الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُوْلٌ مِّنَ الْجَیْشِ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَقِیْنَا عَدُوَّنَا فَھَزَمُوْنَا فَاِذَا بِصَائِحٍ یَصِیْحُ یَا سَارِیَ الْجَبَلَ فَاَسْنَدْنَا اِلَی الْجَبَلِ فَھَزَمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی (مشکوۃ المصابیح، باب الکرامات، صفحہ ۵۴۶)

ترجمہ: اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر (ایران کی سرحدوں پر نہاوند کی طرف) بھیجا اور اس لشکر کا سپہ سالار ساریہ کو مقرر کیا۔ پس (آپ رضی اللہ عنہ) جس وقت (مسجد نبوی میں اکابر صحابہ کرام اور تابعین کے سامنے) خطبہ پڑھ رہے تھے تو آپ نے بآواز بلند ارشاد فرمایا۔ یَا سَارِیَ الْجَبَلَ یعنی اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ میں ہو کر لڑ (اس آواز کرنے سے لوگ بہت متعجب ہوئے) پس (بعد ازاں) لشکر ساریہ کی جانب سے قاصد آیا اور کہا کہ اے امیر المومنین ہم دشمن کے مقابل ہوئے لیکن ہم نے ہزیمت اٹھائی مگر اچانک ہم نے ایک پکار سنی کہ اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ میں لڑ پس ہم پہاڑ کی اوٹ میں ہو گئے (جس کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست سے دوچار کیا۔

حضرت علامہ مولانا قطب الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''مظاہر حق شرح مشکوۃ المصابیح'' جلد ۴ میں اس حدیث مبارکہ کی شرح میں رقمطراز ہیں۔

''اس میں کئی کرامتیں ہوئیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی، ایک تو نظر آنا اس معرکہ کا مدینہ سے اور دوسرے پہنچنا ان کی آواز کا اور سننا ہر ایک کا ان میں سے اس (آواز) کو اور تیسرے فتحیاب ہونا ان کا (اہل لشکر کا) ان کی (عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی) برکت سے''۔

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ مشکل وقت اور عالم یاس و پریشانی میں امداد و دستگیری فرماتے ہیں کیونکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی نہیں ہیں لیکن سید الاولیاء ہیں اور واقعہ مذکورہ

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت عظیمہ ہے۔

حضور نبی کریم، سرور عالم وعالمیان، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم حدیث مبارکہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی شخص کا جانور وغیرہ گم ہوجائے تو اس کو چاہئے کہ تین مرتبہ یوں کہے

فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللهِ اَعِيْنُوْنِیْ يَا عِبَادَ اللهِ اَعِيْنُوْنِیْ يَا عِبَادَ اللهِ اِحْبِسُوْا

(حصن حصین، امام محمد بن محمد جزری رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ ۱۶۳)

پس چاہئے کہ یوں کہے اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو! اس کو روکو۔

اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حرز ثمین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں۔

• قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَآءِ الثِّقَاتِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ يَحْتَاجُ اِلَيْهِ الْمُسَافِرُوْنَ وَرُوِیَ عَنِ الْمَشَائِخِ اِنَّهٗ مُجَرَّبٌ مُحَقَّقٌ (اہلسنت وجماعت کون؟ بحوالہ بالا، صفحہ ۷۶)

بعض علماء ثقہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث شریف حسن ہے مسافروں کو اس کی اشد ضرورت ہے اور مشائخ عظام سے مروی ہے کہ مجرب ہے یعنی اس سے حاجت روائی ہوتی ہے۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''امام غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ شود بوے در حیات استمداد کردہ مے شود بوے بعد از وفات، یکے از مشائخ عظام گفتہ دیدم چہار کس را از مشائخ کہ تصرف می کنند در قبور خود مانند تصرفہائے ایشان در حیات خود یا بیشتر .... قومے مے گویند کہ امداد حی قوی تر است و من میگویم کہ امداد میت قوی تر .... اولیاء را تصرف در اکوان حاصل است وآن نیست مگر ارواح ایشان را وارواح باقی است'' (اشعۃ اللمعات بحوالہ بالا، صفحہ ۶۳--۶۲)

ترجمہ:- امام غزالی نے فرمایا کہ جس سے زندگی میں مدد طلب کی جاتی ہے اس سے اس کی وفات کے بعد بھی مدد طلب کی جائے۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ ہم نے چار اشخاص کو ان کی قبروں میں وہی عمل

کرتے دیکھا ہے جو اپنی زندگیوں میں کرتے تھے یا اس سے بھی زیادہ --- ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ زندہ شخص کی مدد زیادہ قوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ مردہ کی امداد قوی تر ہے۔ اولیاء اللہ کی روحوں کو جہانوں پر تصرف حاصل ہے کیونکہ ارواح باقی ہیں۔

مشکوٰۃ المصابیح کے حاشیہ میں تحریر ہے۔

قَالَ الْاِمَامُ الشَّافِعِیُّ قَبْرُ مُوْسَی الْکَاظِمِ تِرْیَاقٌ مُجَرَّبٌ لِاِجَابَةِ الدُّعَآءِ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک قبولیت دعا کے لئے آزمودہ تریاق ہے

قَالَ حُجَّةُ الْاِسْلَامِ مُحَمَّدُ الْغَزَالِیُّ مَنْ یُّسْتَمَدُّ فِیْ حَیَاتِهٖ یُسْتَمَدُّ بَعْدَ مَمَاتِهٖ

(مشکوٰۃ المصابیح باب زیارت القبور، صفحہ ۱۵۴)

اور حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس سے زندگی میں استعانت طلب کی جا سکتی ہے، اس سے بعد موت کے بھی استمداد طلب کی جا سکتی ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

''باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہی کہ اعتماد برآں غیر باشد واورا مظہر عون الٰہی نداند حرام است واگر التفات محض بجانب حق است واورا یکی از مظاہر عون دانستہ ونظر نہ کارخانہ اسباب وحکمت اوتعالیٰ درآن نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نخواہد بود ودر شرع نیز جائز وروا است وانبیاء واولیاء این نوع استعانت بغیر کردہ اند ودر حقیقت این نوع استعانت لغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است''

(تفسیر فتح العزیز سورہ بقرہ صفحہ ۸ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور ۱۳۱۲ھ)

ترجمہ: جان لینا چاہئے کہ کسی غیر سے امداد طلب کرنا اعتماد کے طریقہ پر کہ اس کو استعانت الٰہیہ نہ سمجھے (قطعاً) حرام ہے اور اگر توجہ اللہ تعالیٰ کی جانب ہے اور اس (غیر اللہ) کو اللہ تعالیٰ کی معاونت کا ایک مظہر جان کر اور حق تعالیٰ کی حکمت اور کارخانۂ اسباب جان کر اس سے ظاہری طور پر مدد مانگی تو بعید از

عرفان نہیں ہے اور شریعت مطہرہ میں جائز ہے اور اسی کو انبیائے کرام و اولیائے عظام کی امداد و استعانت کہا جاتا ہے۔ حقیقت میں یہ حق تعالیٰ کے غیر سے طلب کرنا نہیں بلکہ اسی کی مدد سے ہے۔

اعلیٰحضرت مجدد مایۂ حاضرہ الشاہ محمد احمد رضا خان صاحب محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف ''انوار الانتباہ فی حل ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' میں علامہ اجل سیدی جمال بن عبداللہ بن عمر مکی کا فتویٰ نقل فرماتے ہیں۔

سُئِلْتُ عَمَّنْ يَقُوْلُ فِیْ حَالِ الشَّدَائِدِ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَوْ يَا عَلِیُّ اَوْ يَا شَيْخُ عَبْدَ الْقَادِرِ مَثَلاً هَلْ هُوَ جَائِزٌ شَرْعًا اَمْ لَا اَجَبْتُ نَعَمْ اَلْاِسْتِغَاثُ بِالْاَوْلِيَآءِ وَ نِدَآؤُهُمْ وَ التَّوَسُّلُ بِهِمْ اَمْرٌ مَشْرُوْعٌ وَ شَيْیٌ مَرْغُوْبٌ لَا يُنْكِرُهٗ اِلَّا مُكَابِرٌ اَوْ مُعَانِدٌ وَ قَدْ حُرِمَ بَرَكَةَ الْاَوْلِيَآءِ الْكِرَامِ

یعنی مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت میں کہتا ہے یا رسول اللہ، یا یا علی، یا یا شیخ عبدالقادر مثلاً آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا ہاں، اولیاء سے مدد مانگنی اور انہیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا شرع میں جائز اور پسندیدہ چیز ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر (وہی جو) ہٹ دھرم یا صاحب عناد (ہے) اور بے شک وہ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی برکت سے محروم ہے'' (انوار الانتباہ فی حل ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام احمد رضا خان صفحہ ۱۰، مطبوعہ جمعیت اشاعت اہل سنت کراچی)

حضرت العلامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف ''نزہۃ الخاطر الفاتر'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

''شیخ ابوالحسن علی خبار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ ابوالقاسم عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو شخص سختی کے وقت میرے ذریعے سے فریاد چاہے تو اس کی سختی دور ہو جاتی ہے اور جو کسی سختی و بلا کے وقت میرا نام پکارے تو وہ سختی اور بلا جاتی رہتی ہے۔'' (نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ السید الشریف عبدالقادر رضی اللہ عنہ (محبوب الاتقیاء، ذکر فی سلطان الاولیاء) صفحہ ۴۸ مطبوعہ اسلامیہ سٹیم پریس لاہور ۱۹۱۳ء)

حضرت شیخ المحدثین والمفسرین علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف (جو کہ سید شیخ عبد

القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مدفن ہے) کی جانب قدم لے کر غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے نام نامی سے نداء کر کے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت روائی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

"فَمَنْ اَرَادَ ذٰلِکَ فَلْیَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلْیَقْرَءِ الْفَاتِحَةَ وَ اٰیَةَ الْکُرْسِیِّ وَ اَلَمْ نَشْرَحْ وَ یُهْدِ یْ ثَوَابَهَا لِسَیِّدِیْ الشَّیْخِ عَبْدِالْقَادِرِ جِیْلَانِیْ وَ یَخْطُوْ وَ یَسِیْرُ اِلٰی جِهَةِ الْمَشْرِقِ اِحْدٰی عَشْرَةَ خُطْوَةً یُنَادِیْ یَا سَیِّدِیْ عَبْدَ الْقَادِرِ عَشَرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ یَطْلُبُ حَاجَتَه"

(الرحمۃ فی الطب والحکمۃ، جلال الدین سیوطی، صفحہ ۲۷۹ مطبوعہ گل رحمان پبلشرز پشاور)

ترجمہ:- جو شخص اپنی حاجت براری کی دعا کا ارادہ کرے پس قبلے کی طرف منہ کر کے سورۂ فاتحہ، آیت الکرسی اور سورۂ الم نشرح پڑھ کر اس کا ثواب اپنے سردار الشیخ عبد القادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) کو بخشے اور مشرق (عراق) کی جانب پھر جائے اور گیارہ قدم اٹھائے اور دس بار نداء کرے "یا سیدی عبد القادر" پھر اپنی حاجت کے لئے دعا کرے۔"

(صلوٰۃ غوثیہ، سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی، صفحہ ۲۵، مطبوعہ مکتبہ الحسن یکہ توت پشاور)

علمائے دیوبند کے مایۂ ناز عالم اور محدث مولینا محمد انور شاہ کشمیری ثم دیوبندی اپنی مشہور و معروف تصنیف "فیض الباری شرح صحیح البخاری" میں کیا تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ الْوَظِیْفَةَ الْمَعْهُوْدَةَ "یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئا للہ" ان حملناها عَلَی الْجَوَاز (فیض الباری شرح صحیح البخاری جلد ۲، کتاب الجنازہ، صفحہ ۴۶۶ مطبوعہ مطبع حجازی قاہرہ ۱۹۳۸ء)

ترجمہ:- اور جان لے کہ یہ وظیفہ جو مشہور ہے (پڑھا جاتا ہے) "یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ" ہم نے اس کو جواز پر حمل کیا ہے۔

علمائے دیوبند کے شیخ الہند مولینا محمود الحسن صاحب دیوبندی اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی تفسیر کے ضمن میں محرر ہیں۔

"ہاں! اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطۂ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری

اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت در حقیقت حق تعالٰی ہی سے استعانت ہے۔"

(القرآن الکریم، ترجمہ مولانا محمود الحسن دیوبندی، تفسیر علامہ شبیر احمد عثانی صفحہ ۲ مطبوعہ شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس سعودی عرب)

مولینا محمود الحسن صاحب کی صراحت و وضاحت کے بعد کسی قسم کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ یہی ہمارا بھی عقیدہ اور ایمان ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام و اولیائے عظام رحمہم اللہ علیہم اجمعین متصرف اور معاون بالذات نہیں ہوتے لیکن اللہ تعالٰی کے خصوصی فضل و کرم اور عطاء و عنایت سے ان کو یہ مقام و مرتبہ حاصل ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالٰی نے ارشاد فرمایا: "ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ" لہٰذا جو شخص کہ ایسا عقیدہ رکھے کہ اولیائے کرام کا تصرف اور ان کا استعانت و استمداد کرنا ذاتی ہے تو یہ شرک ہے۔ علمائے دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں۔

یَا شَفِیۡعَ الۡعِبَادِ خُذۡ بِیَدِیۡ   اَنۡتَ فِی الۡاِضۡطِرَارِ مُعۡتَمَدِیۡ

ترجمہ:- اے اللہ کے بندوں کی شفاعت کرنے والے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری دستگیری فرمایئے۔ اس عالم بے قراری میں آپ ہی تو ایسی ذات ہیں جن پر میں بھروسہ کرتا ہوں۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی مہتمم دارالعلوم دیوبند اپنے مجموعۂ قصائد الموسوم بہ "قصائد قاسمی" میں فرماتے ہیں۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا   نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

اب غور کیجئے کہ لفظ "تیرے سوا" میں براہ راست نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم کو مخاطب کیا گیا اور اس میں کرم الٰہی کی بھی نفی آ گئی جبکہ علمائے دیوبند کے سرپنچ یہ شعر کہہ رہے ہیں تو کیا ان پر شرک کا فتویٰ لگے گا۔ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

سطور ذیل میں چند مشاہیر علماء و کبار صوفیاء کا نمونۂ کلام پیش کرتا ہوں جس میں انہوں نے نہایت ہی صریح طور پر یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئا للہ کا نعرہ لگایا ہے یا ان سے استعانت و استمداد طلب کی ہے یا ان کی مدحت سرائی کی ہے۔ خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن

سنجری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

یا غوث معظم، نور ھدیٰ، مختار نبی، مختار خدا
سلطانِ دو عالم، قطبِ علیٰ حیراں ز جلالت ارض و سماٗ

خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بادشاہ ہر دو عالم شاہ عبد القادر است سرور اولاد آدم شاہ عبد القادر است
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم! نور قلب از نور اعظم شاہ عبد القادر است

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ دہلوی فرماتے ہیں۔

قبلۂ اہل صفا حضرت غوث الثقلین دستگیرم ہمہ جا حضرت غوث الثقلین

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

غوث اعظم دلیل راہ یقیں بالیقیں رہبر اکابر دیں
اوست در جملہ اولیاٗ ممتاز چوں پیمبر در انبیاء ممتاز
در دو عالم با دست امیدم ہست باد امید جاویدم

مفتیٔ اعظم امام اہل سنت، مجدد مائۂ حاضرہ، علامہ شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اے ظل الہ شیخ عبد القادر اے بندہ پناہ شیخ عبد القادر
محتاج و گدائیم و تو ذوالتاج و کریم شیئاً للہ شیخ عبد القادر

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے برادر مکرم مولانا حسن رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اسیروں کے مشکل کشا غوث اعظم فقیروں کے حاجت روا غوث اعظم
میر ی مشکلوں کو بھی آسان کیجئے کہ ہیں آپ مشکل کشا غوث اعظم
کہے کس سے جا کر حسنؔ اپنے دل کی سنے کون تیرے سوا غوث اعظم

آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفرؔ مرحوم تحریر فرماتے ہیں۔

ظفر در دین ودنیا نیست دیگر دستگیر من بغیر از پیر پیراں غوث اعظم قطب ربانی

حضرت شاہ نیاز احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بدہ دست یقیں اے دل بدست شاہ جیلانی کہ دست او بود اندر حقیقت دست یزدانی

مولٰنا حسرت موہانی رحمۃ اللہ علیہ نے تو کمال ہی کر دیا، فرمایا

دستگیری کا طلب گار ہوں شیئاً للہ میر بغداد میں لاچار ہوں شیئاً للہ

دوسری جگہ فرمایا

حسرت، کوئی مدد نہ کرے کیا مضائقہ کافی ہیں غوث الاعظم جیلاں میرے لئے

شہزادہ داراشکوہ قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حضرت میراں خداوند جہاں غوث جن وانس و شاہ عارفاں

محی الدین شیخ عبدالقادر است آنکہ او را عرش باشد آشیاں

حضرت ملا عبدالقادر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

غوث اعظم بمن بے سر وساماں مد دے قبلہ دیں مددے کعبہ ایماں مد دے

مہبط فیض ابد گوشہ چشم کرمے مظہر سر ازل واقف پنہاں مددے

حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

در ہر دو کون جز تو کسے نیست دستگیر دستم بگیر از کرم اے جان عاشقاں

مشہور شاعر امیر مینائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کیا غم میری مدد پہ اگر غوث پاک ہیں اللہ بھی ادھر ہے جدھر غوث پاک ہیں

کر دیں گے ڈوبتی ہوئی کشتی کو دم میں پار باندھے میری مدد پہ کمر غوث پاک ہیں

وہ کون ہے مطیع نہیں جو غوث پاک کا فرمانروائے جن و بشر غوث پاک ہیں

حضرت علامہ سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

چور قطب ہوں بیڑے ترائیں پیر ہمارے غوث الاعظم

قادر نے خود قدرت بخشی پھیر دیں آپ قضائے مبرم

اور سب سے آخر میں مرشد و پیشوائے اکابرین دیوبند جناب حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا نمونہ کلام پیش کرتا ہوں

خداوندا بحق شاہ جیلاں محی الدین و غوث و قطب دوراں
بکن خالی مرا از ہر خیالے و لیکن آں زو پیدا ست حالے

کیا معترضین اب بھی اپنے ان فاسد و باطل عقائد سے باز نہ آئیں گے اگر نہیں تو پھر اپنے ان اکابرین پر بھی شرک و کفر کا فتویٰ صادر کیجئے۔

امروز ناقصاں بکمالے رسیدہ اند کز خود سری بحرف سلف خط کشیدہ اند

تمام نقل کردہ اشعار مفتی سرحد علامہ خلیل الرحمان صاحب قادری مدظلہ کے جواب استفتاء مطبوعہ پندرہ روزہ الحسن پشاور شمارہ نمبر ۱۱۴۔۱۱۶ سے اخذ کئے گئے ہیں۔

"اولیائے کرام کا ہمیشہ سے یہی شیوہ رہا ہے کہ وہ خلق کی ہدائت کرتے ہیں ان کو تمام نفسانی آلائشوں سے پاک کر کے منزہ و مطہر کر کے معاشرے کا ایک مثالی فرد بنا دیتے ہیں جس کی بدولت دوسرے لوگ بھی اپنے تزکیۂ نفس کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ ان کی بنیادی تعلیم ذکر الٰہی کی تلقین ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

ذکر کن ذکر تا ترا جان است پاکئ دل ز ذکر رحمٰن است

اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ذکر کی کیفیت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

"اور ذکر کی حالت میں ایسے بن جاؤ گویا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں ملاحظہ فرما رہے ہیں اور تمہارا کلام سن رہے ہیں اور تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جلال و عظمت اور حیاء و ادب کے ساتھ دیکھ رہے ہو اور سمجھو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں ملاحظہ فرما رہے ہیں اور تمہارا کلام سن رہے ہیں اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم متصف بصفات اللہ تعالیٰ ہیں اور ایک صفات میں سے یہ ہے کہ انا جلیس من ذکرنی جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ذکر کرتا ہوں تو نبی

کریم ﷺ کے لئے اس صفت الٰہی کا تصفیہ بہت زیادہ ہے اس لئے کہ وصف الٰہی کا عارف ہونا آپ کی معروف صفت ہے اور حضور اکرم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ عارف باللہ تعالیٰ ہیں"

(مدارج النبوۃ، شاہ عبدالحق دہلوی (اردو ترجمہ مفتی غلام الدین نعیمی جلد ۲ صفحہ ۷۵-۴۰۷ مطبوعہ ادبی دنیا مٹیا محل دہلی)

"یعنی جب کوئی حضرت (ﷺ) کو یاد کرے تو حضرت اس کے پاس ہوتے ہیں۔ ایسا ہی وارثان حضرت جو بہ مقام فنافی الرسول سے گزر کر فنافی اللہ سے نیز عبور کر کے باقی باللہ ہو جاتے ہیں ان میں بھی صفات باری تعالیٰ کے جلوہ گر ہوتے ہیں۔ خصوصاً قطب الاقطاب غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ جو مقام محبوبیت میں سب سے اعلیٰ درجہ میں ہیں ان کو کوئی حجاب اور دوری مانع سماع صوت سے نہیں ہوتی۔ ان کا فرمانا جو میرا نام پکارے اس کی حاجت روا ہوتی ہے دلیل واضح ہے کہ پکارنا بغیر سماع حضرت غوث اعظم کے بے معنی ہے۔ پکارنے کا تب ہی حکم دیا۔ جب وہ سنتے ہیں۔ آپ نے فرمایا مَنْ نَادَانِیْ بِاِسْمِیْ فَرَجْتُ کُرْبَتَہٗ وَ قَضَیْتُ حَاجَتَہٗ یعنی جو مجھ کو میرا نام لے کر پکارے ان کی سختی دور ہو جاتی ہے اور حاجت پوری ہوتی ہے" (مجموعہ ختمات، محولہ بالا، صفحہ ۱۸۔)

مذکورہ بالا تمام دلائل، قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور فقہائے کرام، علمائے عظام اور اولیائے امت محمدیہ ﷺ کی آراء تحاریر کی روشنی میں مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں۔

۱۔ حاجت براری اور دعاؤں کی قبولیت کے واسطے وسیلہ پکڑنا قرآن وحدیث وعمل امت سے ثابت ہے

۲۔ وسیلہ پکڑنا اور زندوں، مردوں سے توسل کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین وتبع تابعین سے ثابت ہے۔

۳۔ اہل قبور کو "یا" کے ساتھ مخاطب کرنا اور خصوصاً "یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ" کہنا عین قرآن وسنت ہے اور کثرت سے ثابت ہے۔

۴۔حضرات مشائخ عظام نے "یا شیخ سید عبد القادر جیلانی شیئا للہ " کو اپنا معمول بنائے رکھا ہے اور تا حال بنائے ہوئے ہیں اور اس کی برکت اور وسیلے سے دعا کی قبولیت اور حل مشکلات میں اس کی تاثیر پر اجماع فرمایا۔

۵۔ارشادات الٰہی ، فرمودات نبوی ﷺ اور معمولات و ملفوظات علمائے مسترشدین کی روشنی میں یہ حقیقت ثابت ہوگئی کہ مشکلات و مصائب اور حاجت براری کے لئے انبیائے کرام، اولیاء، مشائخ عظام اور خصوصاً غوث اعظم قطب ربانی واقف اسرار یزدانی، ابو محمد محی الدین سید شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مبارکہ سے توسل کرنا امر مستحسن جائز اور مشروع ہے جبکہ اس کے منکر اور منع کرنے والے قرآنی آیات و احادیث مبارکہ کا انکار کر کے خود کفر کے مرتکب ہوئے ہیں اور اپنی عاقبت کی بربادی کا سبب بنے ہیں۔ مولانا شاہ محمد احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

''صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے خود کافر ہے اور بہت سے آئمہ دین نے مطلقاً اس پر فتویٰ دیا......ہم اگرچہ بحکم احتیاط تکفیر نہ کریں تاہم اس قدر کلام نہیں کہ ایک گروہ آئمہ کے نزدیک یہ حضرات کہ یا رسول اللہ و یا علی و یا حسین و یا غوث الثقلین کہنے والے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتے ہیں، خود کافر ہیں تو ان پر لازم ہے کہ نئے سرے سے کلمۂ اسلام پڑھیں اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں''

(انوار الانتباہ فی حل ندائے یا رسول اللہ محولہ بالا، صفحہ ۱۲۰)

لہٰذا عامۃ المسلمین کو چاہئے کہ ان مفسدین کی لغو، لایعنی اور فضول خرافات پر توجہ نہ دیں اور علمائے احناف اہل سنت سے اور اپنے مشائخ عظام سے اپنا قلبی و روحانی تعلق قائم کریں تاکہ یہ گندم نما جو فروش بازاری کاغذی مفتی و ملا انہیں گمراہ نہ کر سکیں۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

غزل

یوسف ظفؔر

وہ میری جان ہے، دل سے کبھی جدا نہ ہوا
کہ اس کا غم، ہی مری زیست کا بہانہ ہوا

نظر نے جھک کہ کہا مجھ سے کیا دمِ رخصت
میں سوچتا ہوں کہ کس دل سے وہ روانہ ہوا

نمِ صبا، مئے مہتاب، عطرِ زلفِ شمیم
وہ کیا گیا کہ کوئی کارواں روانہ ہوا

وہ یاد یاد میں جھلکا ہے آئینے کی طرح
اس آئینے میں کبھی اپنا سامنا نہ ہوا

وہ چند ساعتیں جو اس کے ساتھ گزری ہیں
انہی کا دور رہا اور جاودانہ ہوا

میں اس کے ہجر کی تاریکیوں میں ڈوبا تھا
وہ آیا گھر میں مرے اور چراغ خانہ ہوا

وہ لوٹ آیا ہے یا میری خود فریبی ہے
نگاہ کہتی ہے، دیکھے اسے زمانہ ہوا

میں اپنے درد کی نسبت کو دل سمجھتا ہوں
قفس جو ٹوٹ گیا، میرا آشیانہ ہوا

اسی کی یاد ہے سرمایہ حیات ظفؔر
نہیں تو میرا ہے کیا، میں ہوا ہوا، نہ ہوا

اسماء الطریقت

(وظائف واورادِ قادریہ)

ڈاکٹر سلطان الطاف علی----کوئٹہ

گفتا کئی تو با ما گفتم کمین غلامت
گفتا مگر تو مستی گفتم بلی، رجامت
گفتا چہ پیشہ داری گفتم کہ عشقبازی!
گفتا کہ حالتت چیست گفتم غم و ملامت
گفتا ز من چہ خواہی گفتم کہ درد بی حد
گفتا کہ درد تا کی گفتم کہ تا قیامت
گفتا چہ می پرستی گفتم جمال رویت
گفتا چہ داری با من گفتم بسی ندامت

(پیرگیلان)

(رب العزت نے) فرمایا کہ تیرا ہم سے کیا تعلق ہے؟ عرض کیا کہ کمترین غلام ہوں۔

فرمایا تو شاید مدہوشی کے عالم میں ہے؟ عرض کی جی ہاں آپ کے ہی ایک جام سے۔

فرمایا تو کیا شغل رکھتا ہے؟ عرض کیا عشق میں مشغول ہوں۔

فرمایا تیرا کیا حال ہو چکا ہے؟ عرض کیا غم اور ملامت میں مبتلا ہوں۔

فرمایا تو مجھ سے کیا چاہتا ہے؟ عرض کیا درد کی شدت چاہتا ہوں۔

فرمایا تو (دولت) درد کب تک چاہتا ہے؟ عرض کیا روز قیامت تک کے لئے۔

فرمایا تو کیا پرستش کرتا ہے؟ عرض کیا آپ کے چہرے کے حسن کی پرستش کرتا ہوں۔

فرمایا تو ہمارے لئے کیا پیش کر سکتا ہے؟ عرض کیا بیحد شرمندگی (اور عاجزی) پیش کرتا ہوں۔

سیدنا عبدالقادر گیلانی (۴۷۱--۵۶۱ ہجری) کے ان اشعار سے اخذ ہوتا ہے کہ آپ کا اصل مطمح نظر کیا تھا، آپ خود جو مقصود اپنے پیش نظر رکھتے تھے، اسی کی تبلیغ واشاعت ہی انہوں نے فرمائی۔

صوفیائے کرام کے تمام سلاسل دراصل اپنا مقصود رویت حق تعالیٰ اور رضائے حق تعالیٰ بتاتے ہیں۔ علم تصوف اسی تلاش حق ہی کا نام ہے پھر ہر سلسلہ تصوف کے رہنما یا مرشد نے راہ حق کی تیاری کے لئے ریاضت اور تزکیہ نفس کے قانون مرتب فرمائے۔ سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سلوک میں مکتب جنیدی کے بزرگ ترین علم بردار تھے۔ سید طائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (۲۱۵-۲۹۸ھ) احکام شریعت کے پابند صوفی تھے۔ ان کی تعلیمات صحو اور اتباع شریعت پر مشتمل ہیں۔ انہوں نے شریعت اور طریقت میں یگانگت عملاً ظاہر فرما کر ایک مکتب تصوف کی داغ بیل ڈالی جس کی آگے چل کر سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف آبیاری کی بلکہ اس طریق وسلوک کو عروج بخشا اور یہی سلسلہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے سلسلہ قادریہ کے نام سے تمام عالم اسلام میں مشہور ہوا۔

اس ضمن میں ضروری اور لازمی محسوس ہوتا ہے کہ سیدنا عبدالقادر گیلانی غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ طریقت کھول کر بیان کر دیا جائے تاکہ سلسلہ قادریہ کے جملہ صوفیائے عارفین کے اسمائے گرامی ہمارے سامنے آجائیں جن کی شخصیت ان کے واضح افکار کی دلیل بن کر سامنے آجاتی ہے اور اس وقت ہر شخصیت کی فضیلت مع کمالات و کردار پر کچھ لکھنے کا موقع نہیں ہے اور نہ ہمارے اس مضمون کے دائرہ میں یہ کام آتا ہے۔ ایک دیوان خطی میں حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے گمنام مرید نے ان کا شجرہ طریقت نظم کی صورت میں اس طرح قلم بند کیا ہے:

شجرہ محبوب سبحانی امام انس و جان ۔۔۔ شاہ محی الدین گیلانی بیا بشنو ز جان
قطب الاقطاب زمان شاہی کہ ہست ۔۔۔ نور چشم احمد مرسل شفیع عاصیان
مرشد آن ہادی خلق است سلطان بوسعید ۔۔۔ آنکہ بر اقدس جنابش قبلہ کروبیان

مرشد آن رہنمای انس باشد بو الحسن | زانکہ با خلق حسن مشہور و معروف جہان
مرشد آن شیخ بوالفرح است طرطوسی کہ گشت | خاک نعلینش فروغ چشم شاہ اختران
مرشد آن شیخ عبد الواحد آن احمد شیم | کز شمیم خلق او آفاق شد رشک جنان
مرشد آن شیخ شبلی کو بفرمان زندہ کرد | شبل قالین راپی قتل خلیفہ در زمان
مرشد آن سید ہر طایفہ حضرت جنید | پیشوای عابدان و مقتدای عارفان
مرشد آن نیر برج عطای کبریا | آن حسن نوری کہ از نور رخش انور جہان
مرشد آن سری سقطی کہ از اسرار حق | سینہ اش بر ہفت کرہ چون ز انجم آسمان
مرشد آں شیخ دین معروف کرخی کز شرف | شد جبین سا بر جنابش ہر کہ شد عرش آستان
مرشد آن شاہ داود است کز فیض نگاہ | نرم تر از موم کردہ قلب سنگین دلان
مرشد آن حبیب عجمی آن والا شیم | کز ولای حق فشاندہ دست از کون و مکان
مرشد آن آفتاب چرخ دین احمدی | حسن بصری کو بریدہ ظلمت کفر از جہان
مرشد آن شاہ مردان شیر یزدان مرتضیٰ | آنکہ ہمتایش نباشد جز شہ پیغمبران
مرشد آن احمد مرسل کہ از روز ازل | تا ابد مثلش ندیدہ ہیچکس اندر جہان

گویا حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا سلسلہ طریقت ابی سعید المبارک المخزومی، ابوالحسن ہنکاری، ابوالفرح طرطوسی، شیخ عبدالواحد تمیمی، شیخ ابوبکر شبلی، شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی، شیخ سری سقطی، شیخ معروف کرخی، شیخ داود طائی، شیخ حبیب عجمی، شیخ حسن بصری رحمہم اللہ تعالیٰ اور شیخ الامام امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بالترتیب واسطہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ طریقت دوسرے دست طریقت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے ابی الحسن امام علی رضا، امام موسیٰ کاظم، امام جعفر صادق، امام محمد باقر، امام زین العابدین، سید الشہداء قرۃ عین اہل سنت امام حسین رضی اللہ عنہ وامیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وساطت سے حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

سیدنا عبدالقادر جیلانی ؒ کے سلسلہ طریقت کے مرشدان کاملین کی ذات بابرکت پر ایک نظر ڈالنے سے ہی درست اندازہ ہو جاتا ہے کہ ان اصحاب کریمہ کا فکر دروں کیا تھا، ظاہر ہے کہ وہ خلق خدا کو تزکیہ نفس، ریاضت، عبادت، لقائے حق تعالیٰ کے لئے وہ اصول اور قوانین اخذ کر کے عطا کرتے ہیں جن پر وہ خود عمل پیرا ہے اور اس راہ سلوک کے لئے اپنے تجربات و نگاہِ عرفان سے جسے مناسب ترین پایا۔

یہ صوفیاء اور اصحاب کریمہ نفس انسانی کی گہرائیوں سے آشنا ہوئے اور پھر عرفان حق تعالیٰ کو بھی بمصداق حدیث شریفہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہ' فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہ' کماحقہ حاصل کر گئے اور اس شناسائی کی غایت کو وہ عجز، انکساری، اور رضائے حق میں ظاہر کرتے ہیں۔ سالکان راہ حقیقت اور طالبان سلوک کو سیدنا عبدالقادر جیلانی ؒ تزکیہ نفس کے لئے جو ریاضت کی راہیں وظائف و اوراد کی صورت میں متعین فرماتے ہیں ان کو انہوں نے اپنی کتاب ''فیوضات ربانی'' میں رسالہ طریقت کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ یہ رسالہ ''الفیوضات الربانیہ کے صفحہ: ۱۲ تا ۲۵ پر موجود ہے جو کہ نہایت ہی اہم رسالہ ہے، ذکر و افکار کے اصولی و فروعی قواعد کو زیر بحث لاتا ہے۔ اس میں الانفس السبعہ کے تدریجی مراحل اور انوار لطایف کی تفصیل موجود ہے۔ ان پر عمل کر کے سالک معرفت تامہ حاصل کر سکتا ہے اور با این ہمہ وہ اپنی سیر کے مقامات کو متعین کر سکتا ہے۔ یہ رسالہ سلوک قادریہ کی جان، تزکیہ باطن کا ترجمان اور علوم باطنیہ کا مفتاح الخزائن ہے۔ اس پر عمل کر کے بے شمار سالکین نے بحر محبت میں غوطہ زن ہو کر معرفت کے گوہر تابدار حاصل کئے۔ مملکت پاکستان میں اور دیگر دنیائے اسلام میں پیران طریقت جو سلسلہ عالیہ قادریہ کے فروغ میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں، وہ اپنے جاری کردہ شجرہ طریقت میں سیدنا عبدالقادر جیلانی ؒ کے اسی رسالہ طریقت سے ہی اوراد و وظائف اخذ کر کے شامل کرتے ہیں۔

رسالہ طریقت کا اصل متن عربی میں ہے جس کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس رسالہ کے دو حصے ہیں۔ حصہ اول میں اسماء الطریقت اور اس کے لوازمات درج ہیں جب کہ حصہ دوم میں دایرۃ

النفوس پر بحث کے ساتھ سالک یا طالب کو اس کے مقامات و کیفیات کے مطابق ورد و اوراد کی تلقین کی گئی ہے۔

حصہ اول اسماء الطریقت میں سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث صمدانی ؒ طریقت کے اسماء اور ان کے لوازمات لکھتے ہیں۔ مثلاً تلقین کی کیفیت اور طالب سے عہد لینا، مرید کے لئے دعا اور اس کو سرشار و سیراب کرنا، اسما کا جدول بمعہ علامات، نور، سیر ارواح، محل، حال اور مقامات، سیرگاہ، سات نفوس اور ان کے اسماء، مرید کے خلوت میں داخل ہونے کا بیان اور مرید کے خلوت میں وظائف پڑھنے کے بارے میں بیان فرمایا ہے، جو کہ درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو یکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی برکات اس ذات پر ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اما بعد یہ رسالہ ہمارے طریقہ پر مشتمل ہے جس میں اسماء کے اصول اور فروعات کے بارے میں بیان ہے اور جو کچھ اسماء میں سے ہے، ان میں سے ہر ایک سات نفوس میں سے ایک کے لئے ہے، جن کا بیان لازمی ہے جس کی تفصیل جلد ہی یہاں بتائی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہی ہادی ہونے اور راستی کی توفیق بخشنے والا ہے۔

واضح رہے کہ ہمارے سلوک میں تیرہ (۱۳) اسماء آتے ہیں جن میں سے سات (۷) اصولی اور چھ (۶) فروعی ہیں۔ جو سات اسماء اصولی ہیں، وہ دراصل سات نفوس کے لئے ہیں اور ان میں سے ہر ایک اسم کی (وظیفہ کے لئے) تعداد مقرر ہے۔ اس کے لئے توجہ یا تصور ہوتا ہے جو مقرر تعداد کے ساتھ پڑھنے میں آتا ہے۔

نفوس کے سات نام یہ ہیں:

اول نفس امارہ، دوم نفس لوامہ، سوم نفس ملہمہ، چہارم نفس مطمئنہ، پنجم نفس راضیہ، ششم نفس مرضیہ اور ہفتم نفس کاملہ کا ہے۔

پس تو اس نام یا اسم کو مقررہ تعداد کے ساتھ لازم رکھ اور اس کے بعد توجہ یا تصور سے مطالعہ کر

اور جس اسم میں تو مشغول ہو، اس سے انتقال اس وقت تک نہ کرنا، جب تک تو دوسرے اسم کا مستحق نہ ہو جائے۔ دوسرے اسم میں داخل ہونے کے لئے تو شیخ کے اشارہ کے ساتھ انتقال کرے گا جو خود تیرے لئے ظاہر کرے گا یا پھر تو اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ نئے اسم کی طرف انتقال کرے گا۔ جس کو اللہ تعالیٰ تیرے لئے نشانات، علامات اور قرائن کے ساتھ جو اس کو منکشف کرتے ہیں، ظاہر فرمائے گا کیونکہ ہر ایک نفس کے لئے مخصوص علامات کے ساتھ مخصوص طریق ہے اور اس کا اپنا خاص رنگ ہوتا ہے۔ پس تو جان لے کہ یہ سرِ عظیم ہے اور اس کے مستحق کے سوا باقیوں سے اس کو چھپائے رکھ۔

پس جب تو ان اسماء کی انتہا کو پہنچ جائے جو اصولی ہیں تو پھر چھ (۶) دوسرے اسماء کی طرف جو فروع ہیں، یکے بعد دیگرے تو نے منتقل ہونا ہوگا، جب تو تمام اسماء کو ترتیب وار ختم کرلے گا تو پھر پہلے اسم کی طرف لوٹے گا یہاں تک کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے پاس سے فتح لائے گا البتہ تجھے اخلاص رکھنا لازم ہے اور مجرد ذکر کا ارادہ کر اور عبادت کر اللہ تعالیٰ ہی صراط مستقیم کا ہادی ہے۔

سات اصولی اسماء کا بیان: سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو جہانوں کا رب ہے اور افضل درود وکمل سلام سیدنا محمد ﷺ پر، ان کی آل پر اور جمیع اصحاب پر ہو۔

اسم اول

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ --- ایک لاکھ بار تلاوت مطلوب ہے اور اس کی توجہ یہ ہے:

اِلٰهِیْ اَظْهِرْ عَلٰی ظَاهِرِیْ سُلْطَانَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ حَقِّقْ بَاطِنِیْ بِحَقَائِقِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اسْتَغْرِقْ فِیْکَ ظَاهِرِیْ بِاِحَاطَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ احْفَظْنِی اَللّٰهُمَّ بِکَ فِیْ مَرَاتِبِ وُجُوْدِکَ بِشُهُوْدِکَ حَتّٰی لَا اَشْهَدُ غَیْرَ اَفْعَالِکَ وَ صِفَاتِکَ بِوَجْهِکَ الْحَقِّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

(یاالٰہی میرے ظاہر پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا تسلط فرمادے اور میرے باطن کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے حقائق سے محقق کردے اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے احاطہ کے ساتھ میرا ظاہر اپنے اندر مستغرق کر

دے اور اے اللہ بطفیل اپنی ذات کے جو کہ تیرے وجود کے مراتب ہیں، بسبب تیرے ظہور کے موجود ہے، میری حفاظت فرما۔ یہاں تک کہ میں تیری ذات حق لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ سوائے تیرے افعال اور صفات کے کچھ نہ دیکھوں)

یہ اسم نفس امارہ کے لئے ہے، اس کا رنگ نیلگوں، اس کا محل سینہ ہے، اس کا جہان شہادت ہے (یعنی آگاہی ہے) اور اس کا گھاٹ شریعت ہے۔

اسم دوم

اللہ--- تلاوت اٹھتر ہزار چوراسی دفعہ چاہیے، اس کے لیے توجہ یہ ہے۔

یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ دُلَّنِیْ بِکَ عَلَیْکَ وَارْزُقْنِی الثُّبَاتَ عِنْدَ وُجُوْدِکَ حَتّٰی اَکُوْنَ مَتَاَدِّبًا بِهٖ بَیْنَ یَدَیْکَ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ اِلٰهِیْ بِعَظْمَتِکَ وَ جَلَالِکَ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ قَلْبَ عَبْدِکَ الضَّعِیْفِ مَظْهَرًا لِذَاتِکَ وَ مَنْبَعًا لِاٰیَاتِکَ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ (یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ)

(اپنے ذریعہ ہی سے اپنی ذات کی خبر عطا فرما، اور اپنے وجود کے پاس مجھے ثابت قدم فرما دے یہاں تک کہ میں تیرے سامنے اس کی صفت والا ہو جاؤں۔ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ اے میرے معبود اپنی عظمت اور جلال کے ساتھ مجھے اپنی محبت بخش۔ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ اے میرے اللہ اپنے اس ضعیف بندے کے قلب کو اپنی ذات کا مظہر اور اپنی آیات کا منبع بنا--- یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ)

یہ اسم نفس لوامہ کے لئے ہے، اس کے نور کا رنگ زرد ہے، اس کا محل دل ہے، اس کا جہان برزخ ہے اور اس کا گھاٹ طریقت ہے۔

اسم سوم

ھُوَ--- تلاوت کی تعداد چوالیس ہزار چھ سو دفعہ ہے، اس کی توجہ یہ ہے:

یَا مَنْ هُوَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ هُوَ هُوَ هُوَ اِلٰهِیْ حَقِّقْ بَاطِنِیْ بِسِرِّ هُوِیَّتِکَ وَافْنِ مِنِّیْ اَن

نِیَتی اِلٰی اَنْ اَتّصلَ اِلٰی هُوِیَّةِ ذَاتِکَ الْعَلِیَّةِ یَا مَنْ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْئٌ اَفْنِ عَنِّیْ کُلَّ شَیْءٍ غَیْرَکَ وَ خَفِّفْ عَنِّیْ ثِقْلَ کَثَائِفَ الْمَوْجُوْدَاتِ وَ امْحُ عَنِّیْ نُقْطَةَ الْغَیْرِیَّةِ لِاُشَاهِدَکَ وَ لَا اَدْرِیْ غَیْرَکَ یَا هُوْ یَا هُوْ یَا هُوْ لَا سِوَاکَ مَوْجُوْدٌ لَا سِوَاکَ مَقْصُوْدٌ یَا وُجُوْدَ الْوُجُوْدِ یَا اللّٰهُ یَا هُوْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(اے وہ ذات جو اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ ھو ھو ھو یا الٰہی میرے باطن کو اپنی ہویت کے بھید سے محقق کر دے اور مجھ سے میری انانیت فنا کر دے یہاں تک کہ میں تیری بلند ذات کی ہویت تک پہنچ جاؤں۔ اے وہ ذات جس کی مثل کوئی شے نہیں، اپنے ماسوا مجھ سے تمام چیزیں فنا کر دے اور موجودات کے کثائف کا بوجھ مجھ سے ہلکا کر دے اور مجھ سے غیریت کا نقطہ ہٹا دے تاکہ میں تیرا مشاہدہ کروں اور تیرے سوا کسی کو نہ جانوں۔ یا ھو یا ھو یا ھو تیرے سوا کوئی موجود نہیں۔ تیرے سوا کوئی مقصود نہیں۔ اے وجود کے وجود، یا اللہُ یا ھو سب تعریف اللہ کے لئے ہے، جو تمام عالموں کا پروردگار ہے)

یہ اسم نفس ملہمہ کے لئے ہے، اس کے نور کا رنگ سرخ ہے، اس کا محل روح ہے اور اس کا جہان ہیاج (عالم بالا) ہے اور اس کا گھاٹ معرفت ہے۔

اسم چہارم

حَیٌّ --- تلاوت کی تعداد بیس ہزار بانوے ہے، اس کی توجہ یہ ہے:

یَا حَیُّ یَا حَیُّ یَا حَیُّ حَیَاةً طَیِّبَةً وَ اسْقِنِیْ مِنْ شَرَابِ مَحَبَّتِکَ اَعَزَّہٗ وَ اَطْیَبَهٗ اِلٰهِیْ حَقِّقْ حَیَاتِیْ بِکَ یَا حَیُّ یَا حَیُّ یَا حَیُّ اِلٰهِیْ اَحْیِ رُوْحِیْ بِکَ حَیَاةً اَبَدِیَّةً وَ مَتِّعْ سِرِّیْ بِسِرِّکَ فِی الْحَضَرَاتِ الشُّهُوْدِیَّةِ وَامْلَأْ قَلْبِیْ بِالْمَعَارِفِ الرَّبَّانِیَّةِ وَ اَطْلِقْ لِسَانِیْ بِالْعُلُوْمِ اللَّدُنِّیَّةِ یَا حَیُّ یَا حَیُّ یَا حَیُّ

(یا حَیُّ یا حَیُّ یا حَیُّ مجھے پاکیزہ زندگی دے اور اپنی محبت کی بڑھ کر میٹھی اور پاکیزہ شراب مجھے

پلا۔ یاالٰہی اپنے ساتھ میری زندگی محقق کردے۔ یَا حَیُّ یَا حَیُّ یَا حَیُّ یاالٰہی اپنے ذریعہ میری روح کو ابدی زندگی بخش اور اپنے سر کے ساتھ میرے سر کو کائنات مرئیہ میں نفع رساں کر اور معارف ربانی کے ساتھ میری زبان کھول دے، یَا حَیُّ یَا حَیُّ یَا حَیُّ)

یہ اسم نفس مطمئنہ کے لئے ہے، اس کے نور کا رنگ سفید ہے، اس کا جہان حقیقت محمدیہ ہے، اس کا محل سر ہے اور اس کا گھاٹ حقیقت ہے۔

اسم پنجم

وَاحِدٌ --- تلاوت کی تعداد ترانوے ہزار چار سو بیس ہے اس کی توجہ یہ ہے:

مَوْجُوْدًا بِنُوْرِ وَحْدَانِيَتِكَ مُؤَيِّدًا بِشُهُوْدِ قُرْبِ اُنْسِكَ يَا وَاحِدُ يَا وَاحِدُ يَا وَاحِدُ

اِلٰهِيْ اَنْتَ الْمَوْجُوْدُ فِيْ ذَاتِكَ بِالُوْهِيَتِكَ يَا وَاحِدُ يَا وَاحِدُ يَا وَاحِدُ

(یَا وَاحِدُ یَا وَاحِدُ یَا وَاحِدُ الٰہی تو موجود ہے، مجھے اپنی وحدانیت کے خود کے ساتھ موجود کر اس حالت میں کہ تیرے انس کی قرابت کے ظہور کے ساتھ مدد کیا ہوا ہو۔ یَا وَاحِدُ یَا وَاحِدُ یَا وَاحِدُ الٰہی تو اپنی الوہیت کے ساتھ اپنی ذات میں موجود ہے یَا وَاحِدُ یَا وَاحِدُ یَا وَاحِدُ)

یہ اسم نفس راضیہ کے لئے ہے، اس کے نور کا رنگ سبز ہے، اس کا جہان لاہوت ہے، اس کا گھاٹ معرفت ہے اور اس کا محل سرالسر ہے۔

اسم ششم

عَزِیْزٌ --- تلاوت کی تعداد چوہتر ہزار چھ سو چوالیس ہے، اس کی توجہ یہ ہے:

يَا عَزِيْزُ يَا عَزِيْزُ يَا عَزِيْزُ اِجْعَلْنِيْ مِنْ عِبَادِكَ الْاَعَزِّيْنَ يَا عَزِيْزُ يَا عَزِيْزُ يَا عَزِيْزُ اِلٰهِيْ اَعِزَّنِيْ بِعِزَّتِكَ يَا عَزِيْزُ وَ اجْعَلْنِيْ مُكَرَّمًا يَا عَزِيْزُ

(یَا عَزِیْزُ یَا عَزِیْزُ یَا عَزِیْزُ مجھے معزز بندوں سے بنا یَا عَزِیْزُ یَا عَزِیْزُ یَا عَزِیْزُ الٰہی اپنی عزت کے ساتھ مجھے عزت بخش یَا عَزِیْزُ اور مجھے مکرم بنا یَا عَزِیْزُ)

یہ اسم نفس مرضیہ کے لئے ہے، اس کا رنگ سیاہ ہے، اس کا جہان شہادت ہے، اس کی محل خفا ہے اور اس کا گھاٹ کوئی نہیں۔

اسم ہفتم

وَدُودُ --- تلاوت کی تعداد دس ہزار ایک سو دفعہ ہے، توجہ یہ ہے:

یَا وَدُودُ یَا وَدُودُ یَا وَدُودُ اِجعَلْ لِیْ قَلبِیْ وُدًّا لَکَ یَا وَدُودُ یَا وَدُودُ یَا وَدُودُ اِلٰهِیْ اَعطِنِیْ وُداً فِیْ قَلبِیْ وَ قُلُوْبِ عِبَادِکَ الْمُوْمِنِیْنَ الْعَارِفِیْنَ یَا وَدُودُ یَا وَدُودُ یَا وَدُودُ اِلٰهِیْ اِجعَلْ لِیْ عِنْدَکَ عَهداً وَ اجعَلْ لِیْ عِنْدَکَ وُدًا وَاجعَلْ لِیْ فِیْ صُدُوْرِ الْمُوْمِنِیْنَ الْعَارِفِیْنَ مَوَدَّةِ اِلٰهِیْ اَکْفِنِیْ شَرَّمَنْ کَفَیتَهٖ وَ کِفَایَةُ بِیَدِکَ یَا وَدُودُ یَا وَدُودُ یَا وَدُودُ

(یا وَدُودُ یا وَدُودُ یا وَدُودُ یا الٰہی میرے دل میں اپنی محبت رکھ دے یا وَدُودُ یا وَدُودُ یا وَدُودُ الٰہی مجھے میرے دل میں اور اپنے مومنین عارفین بندوں کے دل میں محبت عطا کر۔ یا وَدُودُ یا وَدُودُ یا وَدُودُ یا الٰہی اپنے پاس میرے لئے عہد بنا اور اپنے پاس میرے لئے محبت کا مقام پیدا کر اور میرے لئے مومنین اور عارفین کے سینوں میں محبت پیدا کر۔ یا الٰہی مجھے اس کے شر سے کفایت دے جس کے لئے تو کافی ہوا اور اسکی کفایت قدرت میں ہے یا وَدُودُ یا وَدُودُ یا وَدُودُ)

یہ اسم نفس کاملہ کا ہے، اس کے لئے نور نہیں، اس کا جہان حیرت ہے، اس کا محل خفا (پوشیدہ) ہے، اس کا گھاٹ وہ سب ہیں جو ذکر کئے گئے۔

رسالہ اسماء الطریقت کے حصہ دوم میں دائرۃ النفوس کی بیان میں آتا ہے، جس کو عارف مصنف سیدنا عبدالقادر جیلانی ؒ اس طرح مرقوم فرماتے ہیں:

رسالہ ثانی در باب دایرۃ النفوس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو جہانوں کا رب ہے اور درود و سلام ہمارے آقائے نامدار محمد ﷺ پر ان کی آل پر اور آپ ﷺ کے تمام طیب وطاہر صحابہ پر ہو۔ اما بعد اللہ تبارک تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۔ اى لِيَعْرِفُوْنِ

(میں نے جن اور انسان کو نہیں پیدا کیا، مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں، یعنی مجھے پہچانیں) اور داؤد علیہ السلام نے کہا: کہ اے میرے رب تو نے مخلوق کو کیوں پیدا کیا؟ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اے داؤد

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ

(میں مخفی خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا تا کہ پہچانا جاؤں)

پس لفظ خلق کا اطلاق ہر قسم کی مخلوق پر ہے یہاں تک کہ پتھر اور ڈھیلے بھی اس میں شامل ہیں لیکن مقصود نفس خلق سے صرف انسان ہے اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ

(البتہ تحقیق ہم نے انسان کو اعلیٰ ساخت میں پیدا کیا ہے) پس انسان کو اس نے ایسی حالت میں پیدا کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے قابل ہے اور اس تک کے اسرار کے لئے مستعد ہے اس کے دل کے شیشہ کو اللہ تعالیٰ کے جمال کے انوار کے لئے مظہر بنایا۔ آدم علیہ السلام کی مٹی کا خمیر جو چالیس روز میں تیار ہوا، قدرت کے ہاتھ سے ہوا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ

(پس میں نے جب اس کو درست کیا اور اس میں اپنی روح پھونک دی) اس میں انتہائے کمال، اعلیٰ احوال اور روشن مقال کی طرف اشارہ ملتا ہے پس اس لئے تمام موجودات اور مقربین فرشتوں میں سے صرف انسان ہی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے کام کے لئے کتابوں کے نزول اور رسول ہونے کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کو ہدایت اور راہنمائی کے راستہ کی صرف اس نے

رہنمائی فرمائی اور خصوصا اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان اپنے نبی ﷺ کو بھیجا تا کہ وہ انسانی امت کو ہدایت اور توکل کے طریق کی طرف رہنمائی کریں کیونکہ انسان جب اپنے نفس کی اصلاح نہ کرے تو وہ معارف الٰہیہ کے قابل نہیں ہوتا اور تحقیق حضور ﷺ نے فرمایا: مَنْ عَرَفَ نَفْسَہ' فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہ' (جس نے اپنے نفس کو پہچانا، پس یقیناً اس نے اپنے رب کو پہچانا) اور حضور ﷺ کے بعد خلفائے راشدین اہل یقین ابو بکر، عمر، عثمان، علی ہیں جنہوں نے لوگوں کو حق کی ہدایت کی -- رِضْوَانَ اللہ تَعَالٰی عَلَینَا وَ عَلَیھِم اَجْمَعِیْنَ ۔ ان کے بعد مشائخ عظام آئے جنہوں نے گمراہوں کو رب العالمین کی راہ کی طرف ہدایت کی جیسا کہ جو کچھ انہوں نے دیکھا اور گزشتہ امتوں سے حاصل کیا، ان تمام واقعات کی تعبیر سے جو مریدوں نے اپنے نفس کی شکل پر دیکھے پس اللہ تعالیٰ ان کے اخلاق کو پاکیزہ کرتا ہے اور ان کے نفوس کی اصلاح فرماتا ہے اور جب مرید اپنے واقعات کا شیخ پر اظہار کرے تو لازم ہے کہ اس سے واقف کرائے کہ یہ واقعات کس دائرہ سے ہیں تا کہ اس کے لئے حال واضح ہو جائے۔

بیان دائرۃ النفوس: دائرۃ النفوس میں نفس کے سات دائرے ہیں جن کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے یعنی اول دائرہ امارہ، دوم دائرہ لوامہ، سوم دائرہ ملہمہ، چہارم دائرہ مطمئنہ، پنجم دائرہ راضیہ، ششم دائرہ مرضیہ اور ہفتم دائرہ صافیہ یا کاملہ ہیں۔ اب ہر دائرے میں اس کی کیفیات اور تفصیلات کی رو سے اوراد و ظائف کا عمل متعلق کیا جاتا ہے۔

اول دائرہ نفس امارہ: نفس امارہ بالسو، کفر اور عناد کی صفات کا دائرہ ہے۔ پس جب انسان اپنے خواب میں سور یا کتا یا ہاتھی یا بچھو یا سانپ یا چوہا یا کھٹمل یا جوئیں یا گدھوں کو دیکھے یا جمادات میں سے کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ شراب، خشک گھاس، افیون، شراب خانہ، ٹھہرا ہوا گدلا پانی یا گدلا جاری پانی دیکھے تو یہ سب امارہ کے خواص ہیں۔

پس ان صفات سے متصف انسان اپنے نفس کی خواہشات کا تابع ہوتا ہے، وہ ریاضت تصفیہ نفس اور ذکر میں مشغول ہونے کے لیے محتاج ہوتا ہے۔ اسے چاہیے کہ اس دائرہ کو اصول میں سے اسم

اول سے ساتھ قطع کرے، جس کے ذکر کے لئے تین اصول ہیں:

پہلا اصول: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اوراس کی فروعات ہیں۔ لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ، لَا مَحْبُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ، لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ، لَا مَطْلُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ، لَا مُرَادَ اِلَّا اللّٰہُ۔ ان میں سے ہر ایک کی تعداد پانچ لاکھ دفعہ ہے۔

دوسرا اصول: اللہ اوراس کی فروعات یہ ہیں۔ یَا نُوْرُ یَابَاسِطُ یَا اَللّٰہُ -- یَا نُوْرُ یَا ھَادِیُ یَا اَللّٰہُ یَا ھَادِیُ یَا اللّٰہ ان میں سے ہر ایک کی تعداد پانچ لاکھ دفعہ ہے۔

تیسرا اصول: ھُوَ --- اوراس کی فروعات یہ ہیں: یَا ھُوَ اَنْتَ ھُوَ -- یَا ھُوَ اَنْتَ ھُوَ -- یَاھُوَ یَا اللّٰہ ان میں سے ہر ایک کی تعداد پانچ لاکھ دفعہ ہے۔

ان میں سے جو اسماء الحسنٰی ہیں، ان کے نو (۹) اصول برآمد ہوتے ہیں پھر انہیں میں سے ہر ایک سے اسماء الحسنٰی کے فروعات نکلتے ہیں۔

صاحب نفس امارہ کے خواب کی کیفیت: نفس امارہ کے دائرہ میں خنزیر حرام کی صفت ہے، یہاں کتا غضب کی صفت ہے، ہاتھی تکبر کی صفت ہے، سانپ منافق کی زبان صفت ہے، بندر چغل خور کی صفت ہے، بچھو عذاب کی صفت ہے، چوہا ایسے افعال ہیں جو مخلوق سے مخفی رہتے ہیں لیکن حق تعالیٰ کو معلوم ہوتے ہیں اور یہ اپنے نفس کی خواہش کے تابع ہے۔ کھٹمل اور جوئیں مکروہات کا ارتکاب ہے۔ گدھا ایسا فعل اختیار کرنے کی دلیل ہے جو نفع نہ دے، مزبلہ (کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ) اس کے دنیا کی طرف مائل ہونے کی صفت ہے۔

پس جب شراب پیے تو اس کی صفت حرام کاری ہے اور اگر شراب دیکھے مگر پیے نہیں تو اس کے خیال حرام کاری کے ہوتے ہیں۔ جب شراب خانہ دیکھے تو اس کا دل فاسد خیالات کے ساتھ متعلق ہوتا ہے اور اسی طرح اور مثالوں کا اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔

دوم دائرہ نفس لوامہ: اس کی علامات یا شکلیں بکری، گائے، اونٹ، مچھلی، کبوتر، بطخ، مرغا، اور شہد کی مکھی ہیں اور جمادات میں سے مثلاً پکے ہوئے کھانے اور پھل اور سِیا ہوا کپڑا، گھوڑا بلا زین، شمع بلا شعلہ، عورتیں، دکانیں، عمارات، محل، گھر، چھتیں وغیرہ اور اسی طرح مثلاً شکر، شہد اور پینے کی چیزیں دیکھے تو یہ سب لوامہ کے دائرہ میں سے ہیں۔

جب انسان ان صفات اور تخیلات کے ساتھ متصف ہو اور اس کی غرض تیسرے دائرہ پر پہنچنے کی ہو تو اسے چاہئے کہ تین اصول گذشتہ میں سے اسم ثانی کے ساتھ مشغول ہو اور وہ اسم یا لفظ اللہ ہے جو مذکورہ مرقوم ہے۔

صاحب نفس لوامہ کے خواب کی کیفیت: اس دائرہ میں بکری حلال کی صفت ہے، گائے انسان کے نفس کی صفت ہے، اونٹ تکلیف کے برداشت کرنے والا ہوتا ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

شَرْطُ الْمُؤمِنِ اَنْ یَّحْمِلَ الْاَذٰی وَ یَتْرُکَ الْاَذٰی

(مومن کی یہ شرط ہے کہ وہ دکھ برداشت کرے اور خود دکھ دینا چھوڑ دے) مچھلی حلال سے کمائی کرنے کی علامت ہے، بطخ، مرغ، کبوتر وغیرہ حلال پر دلالت کرتے ہیں اور شہد کی مکھی اچھے اخلاق کی دلیل ہے۔ پکے ہوئے کھانے اس کے نفس کی طبیعت کی طرف اشارہ ہے اور پھل اس کے نفس کی کلام اور کدورت سے اصلاح اور اخلاص کو ظاہر کرتا ہے۔ گھر اور دکانیں اس کے نفس کے سکون پر دلالت کرتے ہیں۔

سوم دائرہ نفس ملہمہ: جب کوئی ناقص انسان ان شکلوں یا علامتوں کو دیکھے تو جان لے کہ وہ نفس ملہمہ کے دائرہ میں ہے مثلاً عورتیں، کافر، ننگے، ملحد، اضالیہ، کٹی ہوئی داڑھی والا، لنگڑا، اپاہج، بہرہ، گونگا، غلام، گنجا، منشی، ہیجڑا، حرامی (چور)، مسخرا، پہلوان، کوتوال، خارش والا، دلال، قصاب، بھنگا، اندھا، ڈگڈگی اور بندر والا وغیرہ۔

پس وہ ریاضت کرے اور خلاصی کے لئے اسم ھُوْ کے ساتھ مشغول ہونے میں احتیاج رکھے گا، یہ تینوں اصولوں میں سے تیسری اصل ہے۔ اس کی فروعات یَاھُوْ اَنْتَ ھُوْ یَا ھُوْ یَامَنْ لَااِلٰہَ اِلَّا ھُوْ اَحَدٌ ھُوْھُوْ اَحَدٌ موجود ہیں۔ ان سب کی تعداد پانچ لاکھ بار تلاوت ہے۔

صاحبِ نفسِ ملہمہ کے خواب کی کیفیت: عورتوں کو دیکھنا اس کی عقل کے نقصان پر دلالت کرتا ہے، کفار کا دیکھنا دین کے نقصان کو اشارہ ہے۔ کٹی ہوئی داڑھی یا سر منڈا دیکھنا شریعت کے ناقص کو دیکھنا ہے۔ لنگڑا دیکھے تو وہ یہ ہے کہ حق کی طرف بلایا جاتا ہے اور اس کو اختیار نہیں کرتا۔ اندھا دیکھے تو گویا شہادت کو چھپاتا ہے، بہرہ دیکھے تو یہ ہے کہ وہ شریعت اور وعظ کو نہیں سنتا۔ گونگا دیکھے تو یہ ہے کہ وہ حق کا کلام نہیں کرتا۔ سیاہ غلام دیکھے تو یہ ہے کہ جو دوسرے کا عیب اس کے منہ پر نہیں کہتا۔ گنجا دیکھے تو یہ کہ وہ سنت کا تارک ہوتا ہے اور نشہ میں مست عشق مجازی میں ہے۔ جوا باز پچھاڑنے والا (پہلوان) مسخرا اور خارش والا دیکھے تو یہ ترک عبادت اور حرام کے ساتھ مباشرت کرنے پر دلالت کرتا ہے۔ چور دیکھے تو یہ ہے کہ اپنی عبادت کو لوگوں کے دکھاوے کے لئے کرتا ہے۔ دلال دیکھے تو یہ ہے کہ جس کی نظر لوگوں کے محارم سے نہیں رکتی اور دلال جھوٹ پر دلالت کرتا ہے۔ قصاب دل کے سخت ہونے کی دلیل ہے، بھنگا اپنی گمراہی پر دلالت کرتا ہے۔ ان سے خلاصی پانے کا نسخہ یہ ہے کہ اسم ھُوْ میں مشغول ہو جائے۔

چہارم دائرہ نفس مطمئنہ کاملہ: اس دائرہ کی صفات یہ ہیں کہ تو قرآن پڑھنے والوں کو، انبیاء، سلطان، علماء، مشائخ اور قاضیوں کو کعبہ، مدینہ، بیت المقدس، جامع مساجد، مدرسے، صلحاء کے گھر، تیر، کمان، تلوار، خنجر، چھری، تفنگ، توپ، اور کتب دیکھے۔ اس دائرہ سے آجانے کے لئے اسم حق کو لازم اختیار کرے اور اس پر مداومت کرے۔ یہ اسم ان نو (۹) مذکورہ اسماء میں سے پہلا اسم ہے جو کہ تین اصولوں میں سے نکلتے ہیں۔ اس اسم کی فروعات یہ ہیں:

یَا مُغِیْثُ ھُوَالْحَقُّ یَا فَرْدُ ھُوَ اَنْتَ الْحَقُّ یَاحَقُّ اَنْتَ الْحَقُّ حَقُّ الْحَقِّ یَا مُجِیْبُ اَنْتَ الْحَقُّ

ان میں سے ہر ایک کی تعداد پانچ لاکھ دفعہ کے لئے ہے اور ان اشکال و رموز کو وہی دیکھتا ہے جو صادق کامل مرید ہو۔

صاحب نفس مطمئنہ کے خواب کی کیفیت: صحیفے یا قرآن دیکھنا دل کی صفائی پر دلالت کرتا ہے، لیکن وہ کون سی سورہ ہے جس کے ساتھ تو پہچانا جائے۔ انبیاء علیہم السلام اور ان پر ایمان لانے کے لئے قوت ہیں۔ سلاطین کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کی عبادت اور خیرات سے ساتھ ہوتا ہے۔ مشائخ اس کے نفس کی ہدایت کی صفت ہے۔ قاضی کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کی دلیل ہے، کعبہ شریف، مدینہ منورہ، بیت المقدس دل کے کھوٹ اور وسوسہ سے پاک ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ جامع مساجد اور ان جیسی مثالیں جھنڈی، جھنڈا، تیر، کمان، گوپیا اور تفنگ شیطانی وسوسوں کی طرف اشارہ ہے، ان سے آگے کو جانا ہے تو اسم حق میں مشغول ہونا ہوگا، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

پنجم دائرہ نفس راضیہ: جب بچوں، حور یا براق، جنت، لباس وغیرہ کو دیکھے تو یہ دائرہ نفس راضیہ سے متعلق ہیں یہاں مرشد اسم حی کی تلقین کرے کو کہ نو اسماء میں سے دوسرا اسم ہے۔ اس کی فروعات یہ ہیں۔

یَا حَیُّ لَا حَیُّ غَیرہٗ یَا حَیُّ اَنْتَ الْحَیُّ یَا عَلِیُّ یَا جَمِیْلُ اَنْتَ الْحَیُّ یَا عَظِیْمَ الْاَلْطَافِ
یَا حَیُّ اَفْنِنِیْ عَنِّیْ وَ اَبْقِنِیْ بِکَ

(یَا حَیُّ اس کے سوا کوئی زندہ نہیں، یَا حَیُّ تو ہی زندہ ہے، اے برتر، اے جمیل تو زندہ ہے۔ اے بہت مہربان، یَا حَیُّ تو مجھے خود سے فنا کردے اور اپنے ساتھ بقا کردے)

صاحب نفس راضیہ کے خواب کی کیفیت: حور، جنت اور ملائکہ عقل کی اور اللہ تعالیٰ کے قرب کی دلیل ہے۔ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کے معارف پر دلالت کرتے ہیں اور مشائخ و مرشدین کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ پس اس دائرہ میں اسم حی کا پڑھنا لازم ہے تاکہ مطلوب تک رسائی ہو۔

ششم دائرہ نفس مرضیہ: صفات مرضیہ میں سات آسمان، سورج، چاند، ستارے، کڑک، بجلی شمع

روشن، مشعل اور نورانی چراغ وغیرہ آتے ہیں۔ اس دائرہ میں اسم قیوم کو اختیار کرنا لازم ہوتا ہے اور وہ نو اسماء میں سے تیسرا ہے، اس اسم کی فروعات یہ ہیں:

یَا غَنِیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَالْفَضْلِ قَدْ مَلَأَ کُلَّ شَیْءٍ فَضْلُہٗ یَا غَنِیُّ یَا مُغْنِیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا قَادِرُ یَا قَیُّوْمُ اَنْتَ الْاَزَلُ لِلْاَزَلِ یَا قَیُّوْمُ یَا اَزَلِیُّ یَا اَللّٰہُ

(یَا کَافِیُ یَا غَنِیُّ یَا قَیُّوْمُ، اے بخشش کرنے والے تحقیق اس کے فضل نے ہر ایک چیز کو بھر دیا۔ یَا غَنِیُّ یَا مُغْنِیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا قَادِرُ یَا قَیُّوْمُ، تو ازل کا بھی ازل ہے۔ یَا قَیُّوْمُ یَا اَزَلِیُّ یَا اَللّٰہُ)

صاحب نفس مرضیہ کے خواب کی کیفیت: جب انسان سات آسمان دیکھے تو اس کی نظر دائی اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے اور ستارہ اس کے نفس کا نور ہے اور آگ اس کے نفس کا فنا ہونا ہے اور بجلی غفلت سے تنبیہ کرتا ہے اور سورج روح کے انوار ہیں۔ چاند قلب کا نور ہے اور کامل مرید شیخ کی طرف مراجعت کرتا ہے تاکہ ساتویں دائرہ تک پہنچے اور اس کو اسم قیوم کی تلقین کی جاتی ہے جو کہ نو اسماء میں سے تیسرا اسم ہے۔

ہفتم دائرہ نفس صافیہ کاملہ: اس دائرہ کی صفات میں بارش، برف، اولے، نہر، چشمہ، کنواں اور سمندر ہیں اور یہ سلوک کے کشف پر دلیل ہے۔ چاہئے کہ وہ کامل شیخ کی طرف مراجعت کرے اور اس سے کلمہ قہار کی تلقین پائے جو کہ نو اسماء میں سے چوتھا ہے اور اس کی فروعات یہ ہیں:

قَیُّوْمٌ قَہَّارٌ جَبَّارٌ عَظِیْمٌ قَہَّارٌ قَادِرٌ قَہَّارٌ اَلْحُکْمُ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ نَادِ عَلِیًّا مَظْہَرَ الْعَجَائِبِ تَجِدْہُ عَوْنًا فِی النَّوَائِبِ کُلُّ ہَمٍّ وَّ غَمٍّ سَیَنْجَلِیْ بِنُبُوَّتِکَ یَا مُحَمَّدُ وَ بِوَلَایَتِکَ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ

(قیوم، قہار، جبار،، عظیم، قہار، قادر، قہار اللہ واحد قہار ہی کے لئے حکم ہے۔ علی ؓ کو بلا جو عجائبات کا مظہر ہے، تو اس مصائب میں مددگار پائے گا، اے محمد ﷺ آپ کی نبوت کے واسطہ سے یا علی یا علی یا علی ؓ آپ کی ولایت کے واسطہ سے تمام تفکر اور غم دور ہو جائیں گے)

صاحب نفس صافیہ کے خواب کی کیفیت: بارش رحمت کی دلیل ہے، برف زیادہ رحمت ہے۔ نہریں، چشمے اور سمندر اللہ تعالیٰ کی معرفت اور تصدق کے لئے خلوص پر دلالت کرتے ہیں۔ پس چاہیے کہ مرید اسم قہار کو لازم پکڑے پس یہ قرار اس کے لئے کافی ہوتا ہے کیونکہ سات دائروں کو ضبط میں لانا مشکل ہوتا ہے۔

نو اسماء میں سے پانچواں اسم وھاب ہے، اس کی فروعات یہ ہیں:

یَا بَاسِطُ یَا وَهَّابُ یَا رَفِیعُ یَا وَهَّابُ یَا رَحِیمُ یَاوَهَّابُ یَا اَللهُ یَارَؤُفُ یَاوَهَّابُ یَا اَللهُ یَاجَامِعُ یَا وَهَّابُ یَا اَللهُ

نو اسماء میں سے چھٹا اسم فتاح ہے۔ اس کی فروعات یہ ہیں:

یَا فَتَّاحُ اِفْتَحْ لِیْ عَیْنَ قَلْبِیْ یَا مُجِیبُ یَا فَتَّاحُ اِفْتَحْ لِیْ قُفْلَ الْاَسْرَارِ الْحَقَائِقِ الْاَنْوَارِ یَا فَتَّاحُ اَنْتَ مِفْتَاحُ الْخَلَائِقِ

(یَا فَتَّاحُ تو میرے لئے دل کی آنکھ کھول دے، یَا مُجِیبُ یَا فَتَّاحُ تو میرے لئے نوروں کی حقیقتوں کے ساتھ بھیدوں کے تالے کھول دے یا فتاح تو مخلوق کی چابی ہے)

نو اسماء میں سے ساتواں اسم احد ہے، اس کی فروعات یہ ہیں:

یَا اَحَدُ نَزِّهْ نَاسُوْتِیْ بِاِسْمِکَ الْاَحَدِ اِلٰهِیْ فَرِّدْ نَفْسِیْ بِاِسْمِکَ الْاَحَدِ یَا اَحَدُ

(احد اپنے نام کے ساتھ یکتا کردے یا الٰہی میرے لئے اپنے اسم احد کے ساتھ اپنا اسم ظاہر کردے یا اَحَدُ)

نواں اسم: صَمَدٌ، فَرْدٌ، اَبَدٌ، اَمَدٌ، یَا اَللهُ قَدِّسْ سِرِّیْ بِسِرِّکَ الصَّمَدِ یَا الصَّمَدُ

(یا اللہ اپنی صمدیت کے راز کے ساتھ میرا راز پاک کردے۔ یا صمد، یا الٰہی اپنے صمد نام کے ساتھ میرا راز یکتا کردے۔ یاصمد)

پس فروعات کے علاوہ فروع اور اصول مجموعی بارہ ہوئے اور ان میں سے ہر ایک کی تعداد شیخ کی

رائے پر منحصر ہو۔

گویا اس تمام رسالہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ انسانی نفس کے مقامات کے لحاظ سے کیفیات سات دائروں میں ہوا کرتی ہیں۔ طالب راہ حق یا طالب دیدار ذات ایک دائرہ سے عروج کر کے دوسرے کو اور دوسرے سے تیسرے کو علیٰ ھذا القیاس منتہائے عروج ساتویں دائرے تک پہنچتا ہے۔ پہلا دائرہ نفس امارہ کا ہے، جس میں طالب کو لا الہ الا اللہ کی مشق کرنی ہوتی ہے۔ دوسرا دائرہ نفس لوامہ کا ہے، جس میں طالب کو اسم اللہ کی مشق کرنی ہے۔ تیسرا دائرہ نفس ملہمہ کا ہے، جس میں سالک کو اسم ھو میں محو تلاوت ہونا ہے۔ چوتھا نفس مطمئنہ کا ہے، جس میں اسم حی کا ذکر مطلوب رہے گا۔ پانچواں دائرہ نفس مرضیہ کا ہے، جس میں طالب کے لئے اسم عزیز کا ورد رکھا گیا ہے جب کہ ساتواں دائرہ نفس کاملہ کا ہے، جس میں اسم ودود کا ورد اسے منتہائے مقصود کے لئے درست دائرہ میں متمکن کر دیتا ہے۔ البتہ ہر اسم اور کلمہ نفی اثبات سے ساتھ دعائیہ انداز میں توجہ کے جاری رکھنے کے لئے کلمات بھی مخصوص کئے گئے ہیں جن سے ہر دائرہ میں توجہ و تصور صحیح سمت میں متمرکز رہتا ہے۔ نیز پیران پیر سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے نفس کے ہر دائرہ کی شناخت کے لئے علامات بھی ظاہر فرما دی جس سے ہر سالک کو اپنے دائرہ نفس کے تعین کرنے میں آسانی ہو سکتی ہے۔ مزید برآں ہر اسم کے ساتھ مخصوص توجہ کے ماحول میں سالک کو ذکر کے لئے متعلقہ فروعات کے اذکار کو حسب فرمان مقررہ تعداد میں مراقبہ یا توجہ قلبی کے ساتھ تلاوت کر لینے سے راہ طریقت کی ریاضت اسے اپنے مقصود کو پہنچا دیتی ہے۔

صوفیائے کرام میں اتحاد بین المسلمین و یکجہتی کے اظہار میں یہ بتانا بڑا مناسب ہوگا کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فقہ میں حنبلی مسلک رکھتے تھے مگر آج ان کے پیروکاروں میں فقہ حنفیہ کے مسلمان کثرت سے ہیں۔ دراصل صوفیاء فروعات کو اختلافات کا باعث ہرگز نہ بننے دیتے تھے چنانچہ سلسلہ قادریہ کے بانی تو حنبلی تھے مگر رواداری کے پیش نظر یہ سلسلہ تمام دوسرے مسالک میں بھی اثر کر گیا ہے خود حضرت شیخ کی اوراد و اشغال میں جو کتابیں ہیں، ان کی روشنی میں ہی قادریہ سلسلے کے کئی بزرگوں نے مزید کتب تالیف کی ہیں جیسے حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی نثری

تصانیف میں کئی ایک اوراد کی طرف اور تصورات و توجہات کی طرف تلقین ملتی ہے۔ اسی طرح حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب اوراد و اشغال سلسلہ قادریہ ہے جو اس سمت میں ایک اضافہ ہے۔ ابن بطوطہ (۲۱:۱) نے اپنے زمانے کے زاویوں میں جن اشغال کا ذکر کیا ہے، وہ وہی ہیں جو شیخ کے زمانے میں رباط میں مروج تھے۔ سلوک کے وہ ضوابط و قواعد جنہیں شیخ سید عبدالقادر جیلانی ؒ نے معین فرمایا تھا ایک علیحدہ سلسلے کی بنیاد بننے کے لئے کافی تھے، جب مرید اپنے شیخ سے خرقہ حاصل کر لیتا تو اس کے معنی یہ ہوتے تھے کہ وہ اپنے ارادے کو شیخ کے ارادے کے تابع کر چکا ہے۔ عملاً آگے چل کر مشائخ نے سیدنا غوث الاعظم ؒ کے مرتب کردہ وظائف و اوراد کی روشنی میں حسب ضرورت تلخیص و ترمیم سے بھی وظائف و اوراد کی تلقین کرتے رہے ہیں۔

مآخذ و منابع

۱۔ فتح ربانی تصنیف سید عبدالقادر جیلانی ؒ

۲۔ (نسخہ خطی) رسالہ اسماء الطریقت (عربی) تالیف سید عبدالقادر گیلانی ؒ ترجمہ اردو مولوی عبدالسبوح، مکتوبہ چوہدری محمد صدیق، مرید پیر محمد مشتاق برہان (اٹک) ۱۳۵۳ھ۔

۳۔ الفیوضات الربانیہ فی الاوراد القادریہ، تصنیف سید عبدالقادر جیلانی ؒ۔

۴۔ پیر گیلان ؒ، تالیف خورشید عرفان، مطبوعہ، تہران۔ ۱۳۶۱ھ۔

۵۔ مراۃ غوثیہ، علامہ محمد صدیق بیگ، فیصل آباد، ۱۹۸۷ء۔

۶۔ المختصر فی تاریخ سیدنا عبدالقادر الگیلانی ؒ دار لادہ، ابراہیم عبدالغنی الدروبی، کراچی، ۱۳۷۵ھ۔

۷۔ تاریخ تصوف، پروفیسر یوسف سلیم چشتی، لاہور ۱۹۷۶ء۔

۸۔ مجلہ فجر، شمارہ ۲۰، ۱۴۰۵ھ/۱۹۷۵ء (سلسلہ قادریہ، محمد نذیر رانجھا)

۹۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۱۲/۱۶:۱/۱۴۔۱۵، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء۔

(بشکریہ سہ ماہی ''دانش'' شمارہ نمبر ۴۶ خزاں ۱۹۹۶ء، مرکز تحقیقات فارسی ایران پاکستان -- اسلام آباد)

غزل

احمد ہمدانی

دلوں کو رنج یہ کیسا ہے، یہ خوشی کیا ہے
یہ ظلمتوں سے اجالوں کی ہمدمی کیا ہے

ہوائیں شہر سے روتی ہوئی گزرتی ہیں
دلوں میں خوف کی یہ ایک لہر سی کیا ہے

اداسیوں کی یہ پرچھائیاں سی دور تلک
مہ و نجوم کی آنکھوں میں یہ نمی کیا ہے

یہ کھلکھلاتے در و بام میں گھٹن کیسی
یہ جگمگاتے مکانوں میں تیرگی کیا ہے

ترے خیال میں کٹتی ہے عمر، پھر بھی ہم
یہ سوچتے ہیں کہ اپنی بھی زندگی کیا ہے

تمازتوں میں بس اک خشک پیڑ کی چھاؤں
ہے جس پہ ناز بہت، وہ بھی آگہی کیا ہے

یہ اشک سے خوابوں میں رونقیں کیسی
یہ داغ داغ تمنا میں تازگی کیا ہے

ملے ہیں دکھ تو ہمیں روز ہی ترے در سے
مگر یہ آج دکھوں میں نئی خوشی کیا ہے

بیمار پُرسی

صاحبزادہ محمد فاروق مرتضوی سرگودہا -- ایم ایس سی شماریات

ایک مسلمان پر واجب ہے کہ جب اس کا مسلمان بھائی کسی مرض وغیرہ میں مبتلا ہو تو اس کی بیمار پرسی کرے جیسا کہ شیخ سعدی قدس سرہ فرماتے ہیں

بنی آدم اعضائی یکدیگر اند که در آفرینش ز یک جوہر اند

چو عضوئ بدرد آورد روزگار دگر عضو ہا را نماند قرار

حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا

تمام عيادة المريض ان يضع احدكم يده على جبهة او على يده ويسأله كيف هو

(ترمذی)

ترجمہ: مریض کی مکمل عیادت یہ ہے کہ عیادت کرنے والا اپنا ہاتھ اس کی پیشانی پر یا اس کے ہاتھ پر رکھے اور اس سے پوچھے کہ وہ کیسا ہے؟

حضرت ابن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں

کیف اصبحت -- کیف امبسیت

ترجمہ: تم نے دن کیسا گزارا؟ اور تم نے رات کیسی گزاری؟

حق تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں بھی یہ شے ودیعت کر رکھی ہے کہ وہ مصیبت میں دوسروں کے کام آئے اور انسان کے مدنی الطبع (مہذب اور اجتماعی زندگی کا خوگر) ہونے کا بھی یہ تقاضا ہے کیونکہ وہ دوسروں کی مصیبت کے وقت کام آئے گا تو جب اس پر مصیبت کے پہاڑ ٹوٹیں گے تو دوسرے اس کی راحت کے سامان مہیا کرنے کے لئے دوڑیں گے

نترسد آنکہ نیابد بہ پرسش بیمار کہ چوں مریض شد کس بہ پرسش نیابد

اسی وجہ سے پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا ہے کہ مریض کی عیادت کی جائے چنانچہ فرمایا

اطعمو الجاذع ، عود المریض و فکو العانی (بخاری)

ترجمہ: بھوکے کو روٹی کھلاؤ، مریض کی بیمار پرسی کرو اور قیدی کو رہا کراؤ۔

جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا

اذا حضرتم المریض فقولوا اخیرًا فان الملائکۃ یومنون علی ما تقولون

ترجمہ: جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اچھی باتیں ہی کہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے جو کچھ آپ کہتے ہیں اس پر آمین کہتے ہیں۔

رسالت مآب ﷺ نے مریض کے دل بہلانے کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے

اذا دخلتم علی المریض فنفسوا لہ فی اجلہ فان ذالک لا یرد شیئًا و یطیب بنفسہ (ترمذی)

ترجمہ: جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اسے کہو کہ اللہ تعالیٰ تجھے شفا دے گا اور تجھے لمبی عمر عطا فرمائے گا کیونکہ ایسا کہنے سے کہم تقدیر تو اپنے ہدف سے نہیں چوک سکتا لیکن مریض کی طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا کسی مریض کو آپ ﷺ کے پاس لایا جاتا تو آپ ﷺ اس کیلئے ان الفاظ میں دعا فرماتے

اذھب الباس رب الناس و اشف انت الشافی لا شفا الا شفاؤک شفاءً لا یغادر سقما (بخاری شریف)

ترجمہ: اے اللہ! اس بیماری کو دور فرما دے اور اس مریض کو شفا عطا فرما کیونکہ شفا دینے والی تیری ہی ذات ہے اور نہیں کوئی شفا مگر وہ جو کہ تیری طرف سے ہے ایسی شفا جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہادی دو جہاں ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو فرماتے

لا باس طہورٌ ان شاء اللہ تعالیٰ (بخاری شریف)

ترجمہ: فکر کی کوئی بات نہیں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ بیماری تمہاری روحانی اور جسمانی پاکیزگی کا ذریعہ بنے گی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تو جبرئیل امین علیہ السلام آپ پر یہ دعا پڑھتے

بسم اللہ یبریک و من کل داءٍ یشفیک و من کل شر حاسدٍ اذا حسد، و من شر کل ذی عین (مسلم)

ترجمہ: بسم اللہ (اللہ) آپ کو صحت دے اور ہر بیماری سے آپ (ﷺ) کو شفا دے اور حسد کرنے والی کی برائی سے جس وقت وہ حسد کرے اور ہر بدنظر کرنے والے کی برائی سے۔

ایک حدیث شریف میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جو کسی مریض کی عیادت کے لئے جائے تو وہ مریض کے نزدیک سات بار کہے۔

اسأل اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک (مسند احمد، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، الاذکار)

ترجمہ: میں سوال کرتا ہوں اللہ بزرگ و برتر سے جو عرش عظیم کا پروردگار ہے کہ وہ تجھ کو شفا عطا فرمائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

حق المسلم علی المسلم خمسٌ رد السلام و عیادۃ المریض ---الخ

ترجمہ: ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کے پانچ حقوق ہیں ---سلام کا جواب دینا اور مریض کی عیادت کرنا---الخ

حضرت براء بن عاذب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

امرنا رسول اللہ ﷺ بعیادۃ المریض --- الخ

ترجمہ: ہمیں رسول کریم ﷺ نے حکم دیا مریض کی عیادت کے لئے (متفق علیہ)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ان المسلم اذا اخاہ المسلم نذل فی غرفۃ الجنۃ حتی یرجع (مسلم، مشکوۃ)

ترجمہ: جب کوئی مسلمان کسی مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے تو وہ جب تک واپس نہیں آتا جنت کی کھڑکی میں رہتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم رسول کریم ﷺ کا ارشاد یوں نقل کرتے ہیں

ما من رجل یعود مریضا ممسیا الا خرج معہ سبعون الف ملک تستغفرون لہ حتی تصبح و کان لہ خریف فی الجنۃ و من اتاہ مصبحا خرج معہ سبعون الف ملک تستغفرون لہ حتی یمسی و کان لہ خریف فی الجنۃ (سنن ابی داؤد)

ترجمہ: ایسا کوئی شخص نہیں جو شام کے وقت کسی مریض کی عیادت کرے اور اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نہ نکلیں اور صبح تک اس کے لے مغفرت کی دعا نہ کریں اور اس کے لئے جنت میں ایک ٹکڑا مخصوص نہ ہو جائے اور جو شخص کسی مریض کی عیادت کے لئے صبح کے وقت آتا ہے اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نکلتے ہیں اور شام کے آنے تک اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں خریف (پھل اور میووں کا باغ) مخصوص ہو جاتا ہے۔

''الفتح القدیر'' میں ہے

کان لا یعود مریضا الا بعد ثلاث (الفتح الکبیر)

ترجمہ: آپ (ﷺ) مریض کی عیادت کے لئے نہیں جاتے تھے مگر تین روز بعد۔

طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

خیر العیادۃ اخفاھا و لأن المریض قد تدعو الحاجۃ فیستحی من جلسا لہ

ترجمہ: بہترین عیادت وہ ہے جو تھوڑی ہو کیونکہ مریض کو کبھی کسی چیز کی ضرورت لاحق ہوتی ہے اور وہ بیٹھنے

والوں سے حیاء کی وجہ سے اس حاجت کا اظہار نہیں کرتا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

من السنة تخفيف الجلوس و قلت الصحب فى عيادة المريض (مشكوة)

ترجمہ: مریض کے پاس تھوڑا بیٹھنا اور تھوڑی باتیں کرنا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اور حدیث شریف میں فرمایا

العيادة فواق ناقة (الفتح الكبير ، بيهقى فى شعب الايمان)

ترجمہ: عیادت مختصر ہونی چاہئے (فواق وہ وقفہ ہے جو دو مجلسوں کے درمیان ہو)

حدیث شریف میں ارشاد فرمایا

من توضاء فاحسن الوضوا دعا دا خاه المسلم محتسبًابوعد من جهنم سيرة سبعين خريف (ابو داؤد)

ترجمہ: جو شخص اچھے طریقے سے وضو کرے اور اپنے مسلمان بھائی کی اجر کی نیت سے عیادت کرے تو وہ جہنم سے ستر برس کی مسافت تک دور کر دیا جائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عودوا المرضى و مروهم فليدعو الله لكن فان دعوة المريض مستجابة و ذنبه مغفورٌ (الترغيب والترهيب)

ترجمہ: تم مریضوں کی عیادت کیا کرو اور ان سے درخواست کیا کرو وہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کیونکہ مریض کی دعا بلاشبہ مقبول ہوتی ہے اور اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

عن عمر بن الخاطب رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخلت على مريض فمره يدعوك فان دعآء كدعاء الملئكة (ابن ماجه -- مشكوة)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس سے درخواست کرو کہ وہ تمہارے لئے دعا کرے کہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی

مانند ہوتی ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

عادنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و انا مریض فقال یا سلمان شفی اللہ سقمک و غفر ذنبک و دعافاک فی دینک و جسمک الی مدۃ اجلک

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کو تشریف لائے جب میں بیمار پڑا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (فداہ ابی وامی) میرے حق میں یوں دعا فرمائی -- اللہ تعالیٰ تمہاری بیماری کو شفا بخشے، تمہارے گناہ کو بخش دے اور تا مدت زیست تمہیں دین اور جسم دونوں میں عافیت فرمائے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال لا انی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا نالم اشکو من و حج بطنی فقال لی یا اباء ھریرۃ اشکمت درد قلت نعم یا رسول اللہ قال قمر فصل فان فی الصلوۃ شفآءً (ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کو تشریف لائے اور میں سویا ہوا تھا، پیٹ کے درد کی مجھے شکایت تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے ابوہریرہ کیا تمہارے شکم میں درد ہے؟ میں عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اٹھو، نماز پڑھو کیونکہ نماز میں شفا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ فرمایا اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔

یا ابن ادم مرضت فلم تعدنی قال یا رب کیف اعودک و انت رب العالمین قال اما علمت ان عبدی فلاناً مرض فلم تعدہ اما علمت انک توعد تہ لو جد تنی عندہ

(مسلم شریف)

ترجمہ: اے آدم کے بیٹے! میں بیمار پڑا سو تو نے میری عیادت نہ کی، بندہ عرض کرے گا اے میرے رب تو رب العالمین ہے تیری عیادت کیسے کرتا؟ (باقی صفحہ نمبر ۳ پر)

من احب لقأ الله احب الله لقاءہ

حافظ ظفر حسین الحسینی

لیکچرر شعبہ تھیالوجی اسلامیہ کالج پشاور

من احب لقأ الله احب الله لقاءہ

ترجمہ: جو شخص اللہ رب العزت کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ رب العزت اس کی ملاقات پسند فرماتے ہیں۔

اس عنوان کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن اسمٰعیل متوفی ۲۵۶ھ) نے اپنی کتاب "جامع صحیح البخاری" میں "کتاب الرقاق" اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ) نے اپنی کتاب "صحیح مسلم" میں "کتاب الدعوت" اور امام ترمذی (محمد بن عیسیٰ الترمذی متوفی ۲۷۹ھ) نے اپنی کتاب "جامع الترمذی" میں "کتاب الجنائز" اور "کتاب الزہد" کے تحت مستقل باب قائم فرمائے جس کا عنوان ان تمام محدثین نے "باب من احب لقاء الله احب الله لقاءہ" رکھا جس میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے مفہوم کو ذکر فرمایا لہٰذا اس موضوع کو ان احادیث کی روشنی میں ذکر کیا جاتا ہے۔

عن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ[۱] قال قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من احب لقآء الله احب الله لقآءہ و من کرہ لقاء الله کرہ الله لقاءہ۔[۲]

۱: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

۲: محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، جامع صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب من احب لقاء الله احب الله لقاءہ، قدیمی کتب خانہ کراچی، جلد۲، صفحہ ۹۶۳۔---- مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم، قدیمی کتب خانہ کراچی، کتاب الدعوات، باب من احب لقاء الله احب الله لقاءہ، جلد۲، صفحہ ۳۴۳۔---- محمد بن عیسیٰ الترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع الترمذی، ایچ ایم سعید کمپنی، کتاب الجنائز، باب من احب لقاء الله احب الله لقاءہ، جلد۱، صفحہ ۲۰۱، کتاب الزہد باب من احب-الخ، جلد۲ صفحہ ۴۷۔

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند فرماتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند نہیں فرماتے۔

اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا مفہوم: لقاء کے مختلف معانی ذکر کئے جاتے ہیں مثلاً ملنا، دیکھنا، موت، بعث وغیرہ[1]۔ بہر حال اس حدیث مبارکہ میں لقاء سے مراد آخرت کی زندگی جو ابدالآباد نہ ختم ہونے والی ہے کی طرف کوچ کرنا اور اللہ سے لقاء کا مطلب یہ ہوا کہ اس کریم ذات سے اجر وثواب کا طلب کرنا۔ حقیقت میں اس حدیث اور اس طرح کی دیگر احادیث مبارکہ سے جو مضمون واضح ہوتا ہے اس سے موت مراد نہیں کیونکہ موت کو ہر شخص ناپسند کرتا ہے۔ لہٰذا مطلب یہ ہوا کہ جس نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کی اور یہ کنارہ کشی فقط اللہ رب العزت کی رضاجوئی کے لئے کی اس کے ساتھ دلی محبت نہ کی، دنیا کی زندگی کو عارضی خیال کر کے آخرت کی زندگی کے لئے مکمل تیاری کی تو درحقیقت اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کیا اور جس نے دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ خیال کیا اس کی زیب وزینت کو آخرت پر ترجیح دی تو ایسے شخص نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کیا[2]۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندہ سے ملاقات کا مطلب یہ ہے کہ اس شخص کا انجام دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے اللہ کے فضل وکرم سے حالتِ ایمان پر ہوگا اور اس نیک انجام کے بدلے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام واکرام کا مستحق ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دیدار سے مشرف فرمائیں گے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا[3] سے روایت ہے کہ جب اللہ رب العزت اپنے کسی بندے کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس بندے کی موت سے ایک سال قبل

۱-۲: مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار، مقدس باتیں، دار التصنیف بنوری ٹاؤن کراچی، صفحہ ۳۶۰

۳: حضرت عائشہ بنت ابو بکر الصدیق ام المؤمنین، افقہ نساء الامۃ، متوفی ۵۷ھ، ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، جلد ۱۲، صفحہ ۴۶۱، حافظ ابو نعیم اصفہانی، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، بیروت، جلد ۲ صفحہ ۴۳، رقم الترجمہ ۱۳۴۔

اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر دیتے ہیں جو اس کو نیکی کی طرف اور اچھے کاموں کی طرف مائل کرتا ہے اور خیر کے تمام امور کو اس کے لئے سہل بنا دیتے ہیں یہاں تک کہ یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اچھی حالت پر اس دنیا سے رخصت ہوا۔ چنانچہ جب اس شخص کی جان کنی کا وقت قریب آتا ہے تو وہ اپنے لئے جمع شدہ اجر و ثواب کو دیکھ لیتا ہے تو اس کا نفس اس اجر و ثواب کا مشتاق ہو جاتا ہے۔ یہ وہ وقت ہے جس کے لئے فرمایا گیا "من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ" جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات پسند فرماتے ہیں۔

اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے مرنے سے ایک سال قبل اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں جو اس کو گمراہ کرتا اور فتنے میں مبتلا کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ وہ بدترین حالت پر مرا۔ لہٰذا جب اس کے مرنے کا وقت قریب آتا ہے اور وہ اپنے لئے مقرر شدہ عذاب دیکھ لیتا ہے تو نہایت جزع و فزع کرتا ہے، یہ ہے جو فرمایا گیا" ومن کرہ لقاء اللہ کرہ اللہ لقاءہ" کہ جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتے ہیں۔[1]

یعنی جب نزع کے وقت موت کے فرشتے سامنے آجاتے ہیں اور توبہ کرنے کا موقع ہاتھ نہیں رہتا اس وقت ہر انسان کے انجام ابدی کو دکھلایا جاتا ہے پھر جو نیکوکار رہتے ہیں وہ موت کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے خواہش مند ہوتے ہیں اور اس وقت اللہ تعالیٰ بھی اپنے نیک بندوں کی ملاقات کو پسند کرتے ہیں۔

اسی قسم کا مضمون ایک دوسری حدیث جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ[2] سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند فرماتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات ناپسند فرماتے ہیں۔

---

[1]: بخاری شریف، جلد ۲، صفحہ ۹۶۳۔

[2]: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن صخر متوفی ۵۷ھ عادل، صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تفصیل کے لئے دیکھئے امام ذہبی، تذکرۃ الحفاظ

حضرت شریح[۱] فرماتے ہیں میں اس حدیث کو سننے کے بعد ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آیا اور عرض کیا اے ام المؤمنین میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث روایت کرتے ہوئے سنا ہے اگر وہ اسی طرح ہے تو پھر ہم تو ہلاک ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہلاک ہونے والا شخص وہ ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلاک ہونے والا قرار دیا ہو، بات کیا ہے؟ حضرت شریح نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند فرماتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتے ہیں اور ہم میں سے ہر شخص موت کو ناپسند کرتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے لیکن اس کا مطلب وہ نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو بلکہ بات یہ ہے کہ جب نگاہ پھٹی پھٹی رہ جائے اور سینے میں سانس اکھڑ جائے اور جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور انگلیاں تشنج کا شکار ہو جائیں تو اس وقت یہ بات ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات پسند کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند کریں گے اور جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو اس وقت ناپسند کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات ناپسند کریں گے[۲]۔ اللہ رب العزت تمام امت مسلمہ کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

۱: شریح بن ھانی، متوفی ۷۸ھ یوسف المزی، تہذیب الکمال، بیروت ۱۹۹۴ء جلد ۱۲، صفحہ ۴۵۲

۲: مسلم شریف، جلد ۲، صفحہ ۳۴۳